بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ     نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ     وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 38

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

5 ربیع الاوّل 1445 ہجری قمری ● 21 تبوک 1402 ہجری شمسی ● 21 ستمبر 2023ء

## ارشاد باری تعالیٰ

وَلَا تَقُوۡلَنَّ لِشَایۡءٍ
اِنِّیۡ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا
اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ

(سورۃ الکہف: 24،25)

ترجمہ : اور ہرگز کسی چیز سے متعلق یہ نہ کہا کر کہ میں کل اسے ضرور کرونگا سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔

## اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15 ستمبر 2023 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

## نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے، خیر کا پہلا درجہ جہاں سے انسان قوت پاتا ہے اخلاق ہے

### میرا تو یہ مذہب ہے کہ دنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے

### مگر انسان جو اخلاقِ فاضلہ کو حاصل کر کے نفع رساں ہستی نہیں بنتا، ایسا ہوجاتا ہے کہ وہ کسی بھی کام نہیں آسکتا

**ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام**

**اخلاق نیکیوں کی کلید ہے**

اخلاق دوسری نیکیوں کی کلید ہے۔ جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بے خیر ہوجاتے ہیں۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے۔ زہر اور نجاست بھی کام آتی ہے۔ اسٹرکینا بھی کام آتا ہے۔ اعصاب پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ مگر انسان جو اخلاقِ فاضلہ کو حاصل کر کے نفع رساں ہستی نہیں بنتا، ایسا ہوجاتا ہے کہ وہ کسی بھی کام نہیں آسکتا۔ مُردار حیوان سے بھی بدتر ہوجاتا ہے کیونکہ اس کی تو کھال اور ہڈیاں بھی کام آجاتی ہیں۔ اُس کی تو کھال بھی کام نہیں آتی۔ اور یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں انسان بَلۡ ھُمۡ اَضَلُّ کا مصداق ہوجاتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے، کیونکہ نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے۔

خیر کا پہلا درجہ جہاں سے انسان قوت پاتا ہے اخلاق ہے۔ دو لفظ ہیں، ایک خَلق اور دوسرا خُلق۔ خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے اور خُلق باطنی پیدائش کا۔ جیسے ظاہر میں کوئی خوب صورت ہوتا ہے اور کوئی بہت ہی بدصورت۔ اسی طرح پر کوئی اندرونی پیدائش میں نہایت حسین اور دلربا ہوتا ہے اور کوئی اندر سے مجذوم اور مبروص کی طرح مکروہ۔ لیکن ظاہری صورت چونکہ نظر آتی ہے، اس لیے ہر شخص دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ بدصورت اور بدوضع ہو، مگر چونکہ اس کو دیکھتا ہے اس لیے اُس کو پسند کرتا ہے اور خُلق کو چونکہ دیکھا نہیں، اس لیے اُسکی خوبی سے ناآشنا ہو کر اُس کو نہیں چاہتا۔ ایک اندھے کیلئے خوبصورتی اور بدصورتی دونوں ایک ہی ہیں۔ اسی طرح پر وہ انسان جس کی نظر اندرونہ تک نہیں پہنچتی، اس اندھے ہی کی مانند ہے۔ خَلق تو ایک بدیہی بات ہے۔ مگر خُلق ایک نظری مسئلہ ہے۔ اگر اخلاقی بدیاں اور ان کی لعنت معلوم ہو تو حقیقت کھلے۔ غرض اخلاقی خوبصورتی ایک ایسی خوبصورتی ہے جس کو حقیقی خوبصورتی کہنا چاہیے۔ بہت تھوڑے ہیں جو اس کو پہچانتے ہیں۔ اخلاق نیکیوں کی کلید ہے۔ جیسے باغ کے دروازے پر قفل ہو۔ دُور سے پھل پھول نظر آتے ہیں۔ مگر اندر نہیں جاسکتے۔ لیکن اگر قفل کھول دیا جاوے، تو اندر جا کر پوری حقیقت معلوم ہوتی ہے اور دل و دماغ میں ایک سرور اور تازگی آتی ہے۔ اخلاق کو حاصل کرنا گویا اس قفل کو کھول کر اندر داخل ہونا ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 481، مطبوعہ 2018 قادیان)

## ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

### مظلوم کی بددعا سے بچو

(2448) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور آپؐ نے فرمایا: مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں۔

(2449) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دوسرے کی بےعزتی کی ہو یا کوئی اور ظلم کیا ہو تو چاہئے کہ ظلم کرنے والا اس سے آج دنیا میں معاف کرالے، پیشتر اس کے کہ جب نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو جس قدر مظلوم پر ظلم ہوگا، اس کے مطابق اس کے نیک اعمال سے لے لیا جائیگا اور اگر اسکی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب المظالم، مطبوعہ 2008 قادیان)

......☆......☆......☆......

## مسیحی قوم کی ابتدا تو اس طرح ہوئی تھی کہ

### وہ بت پرستی کے خلاف جہاد کرتے تھے اور شرک سے بچنے کیلئے انہوں نے صدیوں تک بڑی بڑی قربانیاں کیں

### لیکن انتہا اس طرح ہوئی ہے کہ اصلی دین کا کوئی نشان بھی اب مسیحیوں میں نہیں پایا جاتا

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہف اور اصحابِ کہف کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

کہف کے بارے میں مختصراً بعض واقعات بتاتا ہوں، جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہف سے مراد کیٹا کومبز ہیں جو زمین دوز تہ خانوں کا نام ہے۔ رومیوں اور یہود میں رواج تھا کہ وہ مُردوں کو کمروں میں رکھتے تھے۔ رومی حکومت کے بڑے بڑے شہروں میں شہروں سے باہر ایسی جگہیں بنی ہوئی تھیں اور کیٹا کومبز کہلاتی تھیں۔ جب مسیحیوں پر ظلم ہوئے تو انہوں نے جان بچانے کیلئے ان قبرستانوں میں پناہ لینی شروع کی جس کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ زمین دوز کمروں میں وہ آسانی سے چھپ سکتے تھے اور بیٹھنے، سونے اور موسم کی شدت سے محفوظ رہنے کا بھی سامان ہوتا تھا۔ دوسرے اس لئے بھی کہ عام طور پر لوگ قبرستان سے ڈرتے ہیں اور اس طرح لوگوں کی نظروں سے بچنے کا وہاں امکان زیادہ تھا۔ یہ کیٹا کومبز روم کے پاس سکندریہ جو مصر کا شہر ہے اس کے پاس سسلی میں، مالٹا میں، نیپلز کے پاس اس وقت تک دریافت ہوئے ہیں۔ مسٹر بنجمن سکاٹ اپنی کتاب ’’دِی کیٹا کومبز اَیٹ روم‘‘ میں لکھتے ہیں کہ ’’میری رائے ہے کہ اس ابتدائی زمانہ میں بھی (جب پولوس روم گیا ہے) عیسائی اپنی حفاظت کے خیال سے لوگوں کے غصہ اور یہودیوں کے ظلموں اور رومی حکومت کے مظالم سے بچنے کیلئے ان تہ خانوں میں پناہ لیا کرتے تھے۔‘‘ (صفحہ 63) پھر وہ ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں ’’وہ یقیناً مجبور تھے کہ ان گڑھوں اور زمین دوز غاروں میں پناہ لیتے۔‘‘ اس جگہ مصنف نے ان تہ خانوں کیلئے کیو cave کا لفظ استعمال کیا ہے جو عربی زبان کے لفظ کھف کا ہی بگڑا ہوا ہے۔ گویا اس طرح اس انگریز مصنف نے عین وہی لفظ استعمال کر دیا ہے جو قرآن کریم نے کیا ہے، یہ کہ ان کو ایسا کرنے کی ضرورت تھی، رومی مؤرخ ٹیسیٹس (Tacitus) کی

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

### اس شمارہ میں

اداریہ
جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار منصف کے اعتراضات کا جواب
آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وزیر تعلیم صوبہ بہار کا تبصرہ
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 1 ستمبر 2023 (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ (جرمنی 2023)
خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال و جواب
نماز جنازہ حاضر و غائب
اعلان وصایا
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

**”مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر**
**یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار“**

(منظوم کلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام)......(6)

# جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار ’منصف‘ حیدر آباد کے اعتراضات کا جواب

گزشتہ پانچ شماروں سے ہم اخبار ”منصف“ حیدر آباد کے، بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پر اعتراضات کا جواب دے رہے ہیں۔ اعتراضات کی تفصیل اور اسکا پس منظر 17 اگست کے شمارہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ منصف کا ایک اعتراض یہ ہے کہ :

”مرزا غلام احمد قادیانی نے مجددیت، محدثیت، مہدویت، مثلیت مسیح، مسیحیت، ظلی نبی، بروزی نبی، حقیقی نبی، ظل محمد ﷺ حتی کہ خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے باوجود اس کو ماننے والے خود کو احمدی مسلمان کہلوانا پسند کرتے ہیں اور یہ اُمید رکھتے ہیں کہ مسلمان بھی انہیں ایسا ہی خیال کریں۔“

گویا اخبار ”منصف“ کا ایڈیٹر یہ کہنا چاہتا ہے کہ کوئی نبی ایک سے زائد دعویٰ نہیں کر سکتا یا کسی نبی کی ایک سے زیادہ حیثیت نہیں ہو سکتی یا کوئی نبی ایک سے زائد ناموں سے پکارا نہیں جا سکتا۔ اور اگر ایسا ہوا تو وہ نبی نہیں ہو سکتا اور اس کے ماننے والے مسلمان نہیں ہو سکتے۔ اخبار ”منصف“ کے ایڈیٹر کا یہ خیال درست نہیں۔ ایک نبی کی کئی حیثیتیں ہو سکتی ہیں اور وہ کئی ناموں سے پکارا جا سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت میں آخری زمانے میں آنے والے نبی کی خبر مسیحؑ کے نام سے دی۔ اور پھر اُسی کو مہدی کے نام سے بھی پکارا ہے۔ اور یہ دونوں نام آنحضرت ﷺ نے خود دیئے ہیں۔ اور ہر نبی اپنے زمانے کا مصلح اور مجدد ہوتا ہے۔ اور ہر نبی مُحدَّث بھی ہوتا ہے۔ مُحدَّث کا مطلب ہوتا ہے وہ جو اللہ تعالیٰ کے الہام و کلام سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور بغیر کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ اب اخبار ”منصف“ کے ایڈیٹر غور کر لیں کہ ایک نبی کی کتنی حیثیتیں ہو گئیں اور کتنے نام ہو گئے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیحؑ کے نام سے اس لئے بھیجے گئے کہ آپؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خُو بُو پر آئے۔ آپؑ میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں بہت ساری مشابہتیں ہیں۔ اور آپؑ کا ایک اہم کام حدیث میں کسر صلیب بیان کیا گیا ہے۔ مہدی، اللہ سے ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں۔ مہدی کا نام آنحضرت ﷺ نے اسلئے دیا کہ آپؑ اللہ سے ہدایت یافتہ ہونگے۔ اور ہر نبی کا مُحدَّث ہونا ضروری ہے اور وہ اپنے وقت کا مجدد بھی ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بھی کئی حیثیتیں تھیں اور آپؐ کے بھی کئی نام تھے۔ ملاحظہ فرمائیں :

عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يُمْحٰى بِيَ الْكُفْرُ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى عَقِبِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ۔ (مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائِہٖ ﷺ)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَیں محمد ہوں، مَیں احمد ہوں، مَیں مِٹانے والا ہوں میرے ذریعہ کفر کو مٹایا جائے گا۔ مَیں حاشر ہوں میری پیروی میں لوگوں کا حشر ہوگا اور مَیں آخر میں آنے والا ہوں میرے بعد کوئی (شرعی اور مستقل) نبی نہیں ہوگا۔

اخبار ”منصف“ کے ایڈیٹر صاحب فرمایئے آنحضرت ﷺ کی کتنی حیثیتیں ہو گئیں اور کتنے نام ہو گئے! اب آپ فرمایئے کہ آنحضرت ﷺ نبی ہیں یا نہیں اور ایڈیٹر صاحب خود کو مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں؟

اب آپ کا یہ اعتراض ہوگا کہ عیسیٰ ابن مریم اور امام مہدی دو الگ الگ وجود ہیں نہ کہ ایک ہی، جیسا کہ عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ سو اس تعلق میں بڑے ہی ادب کے ساتھ عرض ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ غلط ہے۔ ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ یہ عقیدہ غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ عیسیٰؑ اور مہدیؑ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں :

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا يَزْدَادُ الْاَمْرُ اِلَّا شِدَّةً وَلَا الدُّنْيَا اِلَّا اِدْبَارًا وَلَا النَّاسُ اِلَّا شُحًّا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ۔ (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : معاملات شدّت اختیار کرتے جائیں گے، دُنیا پر ادبار چھا جائے گا، لوگ بخیل ہو جائیں گے، شریر لوگ قیامت کا منظر دیکھیں گے۔ اور نہیں ہیں مہدی مگر عیسیٰ ابن مریم۔

اخبار ”منصف“ کے ایڈیٹر صاحب غور فرمائیں کہ کس قدر واضح الفاظ میں آنحضرت ﷺ نے فرما دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی دراصل مہدی ہونگے۔

اب آپ کا اعتراض یہ ہوگا کہ عیسیٰ سے مُراد حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں جو بنی اسرائیل کے نبی تھے، نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ اور وہ آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور کسی وقت بھی آسمان سے امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے نازل ہونگے۔ سو اس تعلق میں بڑے ادب کے ساتھ استفسار ہے کہ جب وہ نازل ہونگے تو

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

# بہار کے وزیر تعلیم چندر شیکھر یادَو نے
# آنحضرت ﷺ کو شاندار پُرکھا، پیغمبر اور ”مَریادَہ پُرشوتم“ بتایا

بہار کے وزیر تعلیم چندر شیکھر یادَو نے گزشتہ دنوں صوبہ بہار کے نالندہ شہر کے ہلسا مقام میں ایک جلسہ میں آنحضرت ﷺ کو ”مَریادَہ پُرشوتم“ بتایا۔ پُرش مرد کو کہتے ہیں اور اُتّم اعلیٰ کو کہتے ہیں۔ لہٰذا پُرشوتم کا مطلب بہت ہی اعلیٰ اور عظیم مرد کے ہوئے۔ ”مَریادَہ پُرشوتم“ کا مطلب ہے ایسا انسان جس کا اُسوہ، جس کے اخلاق و عادات بنی نوع انسان کیلئے قابل تقلید ہوں۔ گویا کہ ”مَریادَہ پُرشوتم“ آیت کریمہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ کا ترجمہ ہے۔ چندر شیکھر یادو نے اپنی تقریر میں یہی بات بیان کی کہ جب دُنیا میں ہر طرف فساد پھیل گیا اور شیطان کا غلبہ ہو گیا تو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے ایک ”مَریادَہ پُرشوتم“ کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کو ایک زبردست نصیحت کی کہ اسلام بے ایمانی اور شیطانی سے بچانے کیلئے آیا لیکن اگر بے ایمان اور شیطان بھی اپنے آپ کو مسلمان کہے تو قرآن اس کی اجازت نہیں دیتا۔

> **بہار کے وزیر تعلیم چندر شیکھر نے پیغمبر محمد کو بتایا مریادہ پُرشوتم**
>
> پٹنہ 9 ستمبر (ا۔ن) بہار کے وزیر تعلیم چندر شیکھر یادو کا متنازعہ بیان سامنے آیا ہے۔ انہوں نے پیغمبر محمد کو مریادہ پرشوتم بتایا ہے۔ کچھ مہینوں پہلے بھی وزیر تعلیم چندر شیکھر نے رام چرت مانس کو لے کر متنازعہ بیان دیا تھا۔
>
> انہوں نے رام چرت مانس کو نفرت پھیلانے والا گرنتھ بتایا تھا۔ گزشتہ کئی مہینوں سے تنازعات میں رہنے والے بہار سرکار کے وزیر تعلیم چندر شیکھر کا اب ایک اور نیا متنازعہ بیان سامنے آیا ہے۔ انہوں نے مذہب اسلام کے بانی محمد پیغمبر کو مریادہ پرشوتم کہا ہے۔ وزیر تعلیم نے یہ بیان نالندہ میں دیا ہے۔ ان کا ویڈیو تیزی سے سوشل میڈیا پر وائرل ہو رہا ہے۔
>
> دراصل جنم اشٹمی کے موقع پر چندر شیکھر نالندہ کے ہلسا میں بابا اَبھے ناتھ دھام کے احاطہ میں ایک پروگرام میں شامل ہونے گئے ہوئے تھے اور اسی دوران انہوں نے پیغمبر محمد کو مریادہ پرشوتم بتایا۔
>
> اپنے بیان میں وزیر تعلیم چندر شیکھر نے کہا ہے کہ ”جب شیطانیت بڑھ گئی، دنیا میں ایمان ختم ہو گیا، بے ایمان اور شیطان حاوی ہو گئے، تو وسطی ایشیا کے علاقہ میں پربھو نے پرماتما نے ایک شاندار پرکھا، پیغمبر مریادہ پرشوتم، جو بھی کہہ لیں محمد صاحب کو پیدا کیا۔
>
> اسلام آیا، ایمان لانے کیلئے؟ اسلام آیا، بے ایمانی کے خلاف، اسلام آیا، شیطانی کے خلاف، مگر بے ایمانی والا بھی خود کو مسلمان کہتا ہو، تو اس کی اجازت قرآن نہیں دیتا۔“
>
> اخبار ”ہند سماچار“ مین ایڈیشن مورخہ 10 ستمبر 2023ء صفحہ نمبر 6

وزیر تعلیم چندر شیکھر یادو نے جو بیان دیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ آپ نے یقیناً اسلام اور بانی اسلام کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے اور اسلامی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ نے آپ کو متاثر کیا ہے وگرنہ ایسا بیان دینا ممکن نہ تھا۔ روزنامہ اخبار ہند سماچار جالندھر کی یہ خبر ہم نے ہو بہو شائع کی ہے۔ اس میں چندر شیکھر یادو کے بیان کو بار بار متنازعہ بیان کہا گیا۔ اس میں متنازعہ کیا ہے؟ یہ بیان تو بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔ آنحضرت ﷺ ایسے وقت میں آئے جب کہ دُنیا کی بالخصوص عربوں کی اخلاقی حالت بالکل تباہ ہو چکی تھی لیکن پھر آپ ﷺ نے اپنے اخلاق حسنہ سے اپنی شاندار تعلیم سے اُن بہائم خصلت لوگوں کو با اخلاق انسان بنایا اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دیا۔

ہم نے بہت سارے ہندو پنڈتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں رطب اللسان پایا ہے۔ جس نے بھی سنجیدگی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کیا وہ آپکا گرویدہ ہو گیا۔ ہندوستان کے ایک پنڈت سُوامی لکشمی شنکر اچاریہ نے پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کتاب لکھی کیونکہ جیسا اُن کے سننے میں آتا تھا اُس کے مطابق اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے ذہن میں ایک تصویر بنا لی تھی لیکن بعد میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا گہرا مطالعہ کیا اور آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ اور اب اُن کا بیان یُوٹیوب پر سُنا جا سکتا ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان نہ تو کبھی پیدا ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا۔“ پس چندر شیکھر صاحب کے بیان کو متنازعہ کہنا محض تعصب کی بنا پر ہے وگرنہ آپ کا بیان سو فیصد درست ہے۔ البتہ اُن کو ایسے بیان سے پرہیز کرنا چاہئے کہ رام چرت مانس نفرت پھیلانے والی کتاب ہے۔ ایسا بیان جس سے ملک کا ماحول خراب، اور امن اور بھائی چارہ کی فضا کو خطرہ ہو، نہیں دینا چاہئے۔

ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق پیشگوئیاں ہیں۔ ہندوؤں کے ایک بہت بڑے رُوحانی لیڈر شری شری روی شنکر نے تو برملا اس کا اقرار و اعلان کیا۔ انہوں نے کہا :

بھَوِشیہ پُران میں یہ بھی ذکر آتا ہے کہ پیغمبر محمد مشرق وسطیٰ میں پیدا ہوں گے اور وہ کرپشن اور بداخلاقی سے لوگوں کو پاک کریں گے۔ اور وہ عقیدت کی ایک نئی لہر لائیں گے۔ یہ ہزاروں سال پہلے ہندو پُرانوں میں مذکور ہے۔ ایک پیشگوئی یہ ہے کہ وہ ایک ریگستانی علاقہ میں پیدا ہوگا۔ وہ ”انسانیت کا فخر“ کے نام سے موسوم کیا جائے گا اور اسکا نام محمد ہوگا۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ چندر شیکھر یادَو کا بیان متنازعہ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ (ادارہ)

......☆......☆......☆......

# خطبہ جمعہ

بیعت کا حق ادا کرنا کوئی معمولی بات نہیں ۔ یہ تبھی ادا ہو سکتا ہے جب ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع چلنے کی کوشش کریں

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل ہونے والے دینی علم سیکھیں، روحانیت میں ترقی کریں، اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت میں بڑھیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کرنے والے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تعلق ہو، دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور دین مقدم ہو

کیا ہم نے اپنی روحانی حالتوں کو بہتر کرنے کے ساتھ اپنے بچوں کو بھی دین سے جوڑے رکھنے کی خاص کوشش کی؟

تا کہ ان مخلصین میں شامل ہو سکیں جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے ہیں، اگر کی تو یہی وہ حقیقی شکرانہ ہے جو سو سال پورے ہونے پر ہم ادا کرنے والے ہوں گے اور جس کی ایک احمدی سے توقع کی جا سکتی ہے، اگر نہیں تو صرف دنیاوی رسم و رواج کے مطابق سو سال پورے ہونے پر خوشی بے فائدہ ہے

ہر معاملہ میں کوئی ہو دین کو مقدم کریں، دنیا مقصود بالذات نہ ہو، اصل مقصود دین ہو، پھر دنیا کے کام بھی دین ہی کے ہوں گے

''جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھیں''

ہمیں جائزہ لینا چاہئے کہ کتنے ہیں جو غور کر کے قرآن کریم کو پڑھتے ہیں، اس کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں

اعتماد کے ساتھ ہر احمدی کو قرآن کریم کو استعمال کرنا چاہئے، جہاں یہ ہماری تربیت کیلئے راہنما ہے وہاں غیروں کے اعتراضوں کے جواب دینے کیلئے بھی ایک زبردست ہتھیار ہے

ہر احمدی کو یہ جائزہ لینا چاہئے کہ اس کی نماز کی کیا حالت ہے،
اگر ہماری یہ حالت درست ہو گئی اور ہمارا اللہ تعالیٰ سے اس طرح تعلق قائم ہو گیا تو پھر ہی وہ حالت ہے جب ہمیں حقیقی خوشی ملے گی

اگر ہم دینی علم کی طرف توجہ دیں تو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان میں بھی ہم ترقی کریں گے
اور اسلام اور احمدیت کی سچائی پر بھی ایمان میں ہم بڑھنے والے ہوں گے، اپنے بچوں کی ایمان کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں گے

''جن لوگوں نے میرا انکار کیا ہے اور جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں انہوں نے مجھے شناخت نہیں کیا
اور جس نے مجھے تسلیم کیا اور پھر اعتراض رکھتا ہے وہ اَور بھی بدقسمت ہے کہ دیکھ کر اندھا ہوا، اصل بات یہ ہے کہ معاصرت بھی رتبہ کو گھٹا دیتی ہے''

''میرے آنے کی اصل غرض اور مقصد یہی ہے کہ توحید، اخلاق اور روحانیت کو پھیلاؤں''
جب ہم مسجدیں بنا رہے ہیں تو ان کو آباد کرنے کی بھی ایک فکر ہونی چاہئے

اعلیٰ اخلاق کا اظہار آپس کے تعلقات میں بھی ہونا چاہئے

اگلی صدی کا ٹارگٹ یہی مختصر لائحہ عمل ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں میں نے بیان کیا ہے، ہم یہ دعویٰ لے کر اٹھے ہیں کہ ہم نے دنیا کے دل جیتنے ہیں، اس دنیا کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل کرنا ہے، دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے
پس اس حوالے سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں اور ایک نئے عزم کے ساتھ جرمنی کی جماعت احمدیہ کو نئی صدی میں داخل ہونا چاہئے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے اور اپنی اولادوں اور نسلوں کو بھی یہ نصیحت کرتے رہیں گے اور ان کی اس طرح تربیت کریں گے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی یہ جاگ ایک نسل سے دوسری نسل میں لگتی چلی جائے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے

## حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کے مقاصد اور جماعت احمدیہ جرمنی کیلئے نئی صدی کا ٹارگٹ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم ستمبر 2023ء بمطابق یکم تبوک 1402 ہجری شمسی بمقام جلسہ گاہ (Messe Stuttgart)، جرمنی

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر دارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

الحمد للہ آج جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ چار سال کی پابندیوں کے بعد وسیع پیمانے پر منعقد ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب شاملین جلسہ کو جلسہ کے مقاصد کو حاصل کرنے والا بنائے اور وہ اس بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوبارہ اکٹھا ہونے کا موقع دیا ہے تو ایک دوسرے کو مل لیں گے، کچھ مجلسیں لگا لیں گے اور بس۔ نہیں! بلکہ ایک بہت بڑا مقصد ہے جلسے کے انعقاد کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا ہے اور بڑے درد سے اس کا اظہار بھی کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپؑ کی بیعت میں شامل ہونے والے دینی علم سیکھیں، روحانیت میں ترقی کریں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت میں بڑھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کرنے والے

ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تعلق ہو۔دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور دین مقدم ہو۔

آپ علیہ السلام ایک موقع پر فرماتے ہیں: ’’تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔‘‘(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 351) پس پہلی کوشش حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والوں کی یہ ہونی چاہئے کہ ہم ان مخلصین میں شامل ہونے والے ہوں جن پر اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب آجائے اور ہمارے ہر قول و فعل سے اس کا اظہار بھی ہوتا ہو۔

اس سال جماعت احمدیہ کو جرمنی میں قائم ہوئے سو سال بھی ہو گئے ہیں۔جرمن جماعت کے افراد اس بات پر بڑے excited بھی ہیں، خوش بھی ہیں کہ ہم اس سال جماعت کے قیام کے سو سال پورا ہونے پر یہ جلسہ کر رہے ہیں جو جماعت کے سو سال کے قیام کا جلسہ ہے۔بہت لوگ خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔یقیناً یہ خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج سے سو سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے اسلام کا خوبصورت پیغام اس ملک میں پہنچایا ہے بلکہ آپؑ کی زندگی میں بھی یہاں پیغام آچکا تھا۔اس لیے پیغام آئے ہوئے تو سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے اور سوچنا چاہئے کہ ان سو سالوں میں ہم نے کیا حاصل کیا۔ہم نے اپنے ایمانوں کی کس حد تک حفاظت کی۔

جب جماعت یہاں شروع ہوئی تو چند ایک لوگ تھے۔پھر پاکستان کے حالات بدلے، دنیا کے حالات بدلے تو بہت سے احمدی اس ملک میں آکر آباد ہوئے۔وہ اس لیے یہاں آئے کہ وہ احمدی تھے اور احمدی ہونے کی وجہ سے اپنے ملک میں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کی تعلیم پر عمل کرنے اور کھل کر اسکا اظہار کرنے پر ان پر پابندیاں لگا دی گئی تھیں۔پس جب یہاں آکر ان کو یہ مذہبی آزادی ملی کہ وہ کھل کر اپنے دین پر عمل کر سکیں تو پھر انہیں ایک خاص محنت سے اپنی حالت میں وہ پاک تبدیلیاں پیدا کر کے پھر ان پر قائم رہنے کی کوشش کرنی چاہئے جن کا تقاضا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت سے کیا ہے۔کیا وہ کوشش ہم نے کی؟

کیا ہم نے اپنی روحانی حالتوں کو بہتر کرنے کے ساتھ اپنے بچوں کو بھی دین سے جوڑے رکھنے کی خاص کوشش کی؟ تاکہ ان مخلصین میں شامل ہو سکیں جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے ہیں۔اگر کی تو یہی وہ حقیقی شکرانہ ہے جو سو سال پورے ہونے پر ہم ادا کرنے والے ہوں گے اور جس کی ایک احمدی سے توقع کی جا سکتی ہے۔اگر نہیں تو صرف دنیاوی رسم و رواج کے مطابق سو سال پورے ہونے پر خوشی بے فائدہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد جگہ اپنی بیعت میں آنے والوں کو اپنے اندر پاک اور انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنے کیلئے لائحہ عمل دیا ہے۔انہیں نصائح فرمائی ہیں۔پس اگر ہم حقیقی طور پر ان مخلصین میں شامل ہیں جو آپؑ کی بیعت میں آئے تو ہمیں پھر ہر وقت ان کی جگالی کرتے رہنا چاہئے اور پھر اپنے قول و فعل کا اس کے ساتھ موازنہ بھی کرتے رہنا چاہئے کہ کس حد تک ہم اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کا مقصد ہے۔کہیں ہم اس ترقی یافتہ دنیا میں آکر اپنے اس مقصد کو بھول تو نہیں گئے۔کہیں دنیا کی چکا چوند نے ہمیں بیعت کے مقصد کو بھلانے والا تو نہیں بنا دیا۔اگر بھلا دیا ہے تو یہ سو سالہ جشن بے فائدہ ہے۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات آپ کے سامنے رکھوں گا جو ہمیں ہمارے مقصد کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں۔

سب سے پہلے میں آپ علیہ السلام کا یہ ارشاد پیش کروں گا جس میں آپؑ نے فرمایا کہ ہماری بیعت ہم سے کیا تقاضا کرتی ہے۔

فرماتے ہیں: ’’یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے یہ تو صرف پوست ہے۔‘‘ باہر کی کھال ہے۔’’مغز تو اس کے اندر ہے۔اکثر قانون قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور مغز اس کے اندر ہوتا ہے۔چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے مغز ہی لیا جاتا ہے۔بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مغز رہتا ہی نہیں اور مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح جن میں نہ زردی ہوتی ہے نہ سفیدی جو کسی کام نہیں آسکتے اور ردّی کی طرح پھینک دیئے جاتے ہیں۔ہاں ایک دو منٹ تک کسی بچے کے کھیل کا ذریعہ ہو تو ہو۔اسی طرح پر وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اگر وہ ان دونو باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا تو اسے ڈرنا چاہئے کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ اس ہوائی انڈے کی طرح ذرا سی چوٹ سے چکنا چور ہو کر پھینک دیا جائے گا۔‘‘ جو پیچھے ہٹتے ہیں جماعت سے ان کا یہی حال ہے۔اسی طرح فرمایا ’’اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟‘‘ اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

’’جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے۔یاد

### ارشاد باری تعالیٰ

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ (البقرہ:283)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معین مدت تک کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو

طالب دعا : بی۔ایم۔خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں۔

خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آجاوے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے۔پس نرے دعویٰ پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔‘‘ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 167، ایڈیشن 1984ء)

پس بیعت کا حق ادا کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔یہ تبھی ادا ہو سکتا ہے جب ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع چلنے کی کوشش کریں۔دنیاوی لذات کو دُور کر کے ہی انسان ایسا مقام حاصل کر سکتا ہے۔دنیا میں رہ کر پھر دین کو مقدم رکھنا یہی اصل جہاد ہے جس کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنا کیا ہے! کیا دنیا کو بالکل ترک کر دینا ہے؟ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ’’میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان سست ہو جاویں۔اسلام کسی کو سست نہیں بناتا۔اپنی تجارتوں اور ملازمتوں میں بھی مصروف ہوں مگر میں یہ نہیں پسند کرتا کہ خدا کیلئے ان کا کوئی وقت بھی خالی نہ ہو۔ہاں تجارت کے وقت پر تجارت کریں اور اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت کو اس وقت بھی مدنظر رکھیں تاکہ وہ تجارت بھی ان کی عبادت کا رنگ اختیار کر لے۔نمازوں کے وقت پر نمازوں کو نہ چھوڑیں۔

ہر معاملہ میں کوئی ہو دین کو مقدم کریں۔دنیا مقصود بالذات نہ ہو۔اصل مقصود دین ہو۔پھر دنیا کے کام بھی دین ہی کے ہوں گے۔

صحابہ کرامؓ کو دیکھو کہ انہوں نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی خدا کو نہیں چھوڑا۔لڑائی اور تلوار کا وقت ایسا خطرناک ہوتا ہے کہ محض اس کے تصور سے ہی انسان گھبرا اٹھتا ہے۔وہ وقت جبکہ جوش اور غضب کا وقت ہوتا ہے ایسی حالت میں بھی وہ خدا سے غافل نہیں ہوئے۔نمازوں کو نہیں چھوڑا۔دعاؤں سے کام لیا۔اب یہ بدقسمتی ہے کہ یوں تو ہر طرح سے زور لگاتے ہیں۔بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں۔جلسے کرتے ہیں کہ مسلمان ترقی کریں مگر خدا سے ایسے غافل ہوتے ہیں کہ بھول کر بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔‘‘ یہ عام مسلمانوں کا حال ہے۔’’پھر ایسی حالت میں کیا امید ہو سکتی ہے کہ ان کی کوششیں نتیجہ خیز ہوں جبکہ وہ سب کی سب دنیا ہی کیلئے ہیں۔یاد رکھو جب تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دل و جگر میں سرایت نہ کرے اور وجود کے ذرے ذرے پر اسلام کی روشنی اور حکومت نہ ہو کبھی ترقی نہ ہو گی۔‘‘ یہ لکھی ہوئی بات ہے۔’’اگر تم مغربی قوموں کا نمونہ پیش کرو کہ وہ ترقیاں کر رہے ہیں۔ان کیلئے اَور معاملہ ہے۔تم کو کتاب دی گئی ہے۔تم پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ان کیلئے الگ معاملہ اور مواخذہ کا دن ہے۔‘‘ ان کا مواخذہ کیا ہو گا کب ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کو جوابدہ ہوں گے اور ہو گا یقیناً لیکن ہو سکتا ہے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کرے، اس دنیا میں نہ کرے۔لیکن ہم جو دعویٰ کرتے ہیں ایمان کا پھر اگر عمل نہیں کرتے تو ہمارا مواخذہ اس دنیا سے بھی شروع ہو سکتا ہے۔پس بڑے فکر کی بات ہے۔فرمایا ’’تم اگر کتاب اللہ کو چھوڑو گے تو تمہارے لئے اسی دنیا میں جہنم موجود ہے۔

ایسی حالت میں قریباً ہر شہر میں مسلمانوں کی بہتری کیلئے انجمنیں اور کانفرنسیں ہوتی ہیں لیکن کسی ہمدرد اسلام کے منہ سے یہ نہیں نکلتا کہ قرآن کو اپنا امام بناؤ۔اس پر عمل کرو۔

اگر کہتے ہیں تو بس یہی کہ انگریزی پڑھو، کالج بناؤ، بیرسٹر بنو۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان نہیں رہا۔حاذق طبیب بھی دس دن کے بعد اگر دوا فائدہ نہ کرے تو اپنے علاج سے رجوع کر لیتے ہیں۔‘‘ یہ علاج چھوڑ کے دوسرا علاج شروع کرتا ہے۔’’یہاں ناکامی پر ناکامی ہوتی جاتی ہے اور اس سے رجوع نہیں کرتے۔اگر خدا نہیں ہے تو اس کو چھوڑ کر بے شک ترقی کر لیں گے لیکن جبکہ خدا ہے اور ضرور ہے پھر اس کو چھوڑ کر کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے۔اس کی بے عزتی کر کے، اسکی کتاب کی بے ادبی کر کے چاہتے ہیں کہ کامیاب ہوں اور قوم بن جاوے، کبھی نہیں۔‘‘

غیر مسلموں کو قرآن کریم جلانے کی کیوں جرأت پیدا ہوئی۔اس لیے کہ ہم نے عملاً قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور اسی وجہ سے ان کو جرأت پیدا ہوئی جس سے ہم بھی گناہگار ہوئے۔مسلمان گناہگار ہوئے۔

فرمایا ’’ہماری رائے تو یہی ہے جس کو آنکھیں دیکھتی ہیں۔ترقی کی ایک ہی راہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اس

### ارشاد باری تعالیٰ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ
وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (البقرہ:279)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو
اور چھوڑ دو جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے، اگر تم (فی الواقعہ) مومن ہو

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

پر زندہ ایمان پیدا کریں۔ اگر ہم ان باتوں کو ان دنیا پرستوں کی مجلس میں بیان کریں تو وہ ہنسی میں اڑا دیں مگر ہم کو رحم آتا ہے کہ افسوس یہ لوگ اس کو نہیں دیکھ سکتے جو ہم دیکھتے ہیں۔'' (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 158-159، ایڈیشن 1984ء) فرمایا میں تو ایسی نظر سے دیکھ رہا ہوں کہ مسلمانوں کی تباہی ہی تباہی ہے اگر قرآن کریم پر عمل نہیں کریں گے۔

پس مسلمان کہلا کر پھر دو عملی نہیں چل سکتی۔ مسلمانوں کی حالت کا نقشہ ہمارے لیے کافی سبق ہے۔ نام تو دین کا لیتے ہیں لیکن باتیں دنیا کی کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ من حیث القوم ہر جگہ مسلمانوں کی حالت خستہ ہے۔ پس یہ بہت غور کا مقام ہے، بڑے فکر کا مقام ہے۔

پھر دین کو ہر حال میں دنیا پر مقدم کرنے کے بارے میں مزید ایک جگہ آپؑ نے یوں فرمایا: ''دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ لوگ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے۔'' پہلے بھی وضاحت فرمائی ''نہیں، صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے۔'' پس یہ ہر احمدی کیلئے راہنما اصول ہے۔

''کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا۔'' مداہنت نہیں دکھائی، اپنا دین نہیں چھپانا۔ فرمایا ''میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پالیتا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہو جاتے ہیں یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے۔'' دنیاوی حزب اللہ نہیں، لڑائیاں کرنے والے، جنگیں کرنے والے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والا گروہ ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے۔ جو شیطان سے اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے۔ ''مال چونکہ تجارت سے بڑھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی طلب دین اور ترقی دین کی خواہش کو ایک تجارت ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (الصف: 11)'' کیا میں تمہیں ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے۔ وہ کیا ہے؟ دین کی تجارت۔ فرمایا ''سب سے عمدہ تجارت دین کی ہے جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے۔ پس میں بھی خدا تعالیٰ کے ان ہی الفاظ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ میں زیادہ امید ان پر کرتا ہوں جو دینی ترقی اور شوق کو کم نہیں کرتے۔ جو اس شوق کو کم کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شیطان ان پر قابو نہ پالے۔ اس لئے کبھی سست نہیں ہونا چاہئے۔ ہر امر کو جو سمجھ میں نہ آئے پوچھنا چاہئے تاکہ معرفت میں زیادت ہو۔ پوچھنا حرام نہیں۔ بحیثیت انکار کے بھی پوچھنا چاہئے اور عملی ترقی کیلئے بھی۔'' اگر انکار کرنا ہے کسی بات کا تب بھی پوچھو۔ سوال تو کرو۔ جواب تو حاصل کرو اور علمی ترقی کیلئے بھی پوچھنا چاہئے۔

''جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھیں۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کریں۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کرکے فائدہ پہنچائے۔ قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بے بہا گوہر موجود ہیں۔''

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 193 تا 194، ایڈیشن 1984ء)

پس دین کا علم حاصل کرنے کیلئے قرآن کریم کی راہنمائی کو پکڑنا ضروری ہے اور یہ قرآن کریم ہی اب صحیح راہنمائی کرے گا۔ اور یہی طریقہ ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی طرف راہنمائی کرے گا۔ پس ہمیں جائزہ لینا چاہئے کہ کتنے ہیں جو غور کرکے قرآن کریم کو پڑھتے ہیں، اس کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپؑ یہ توجہ دلاتے ہوئے کہ قرآن شریف کے ہم پر بہت احسانات ہیں اس لیے اس کو بہت غور سے اور توجہ سے پڑھنا چاہئے۔ فرماتے ہیں: ''پس یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو ان کی تعلیموں کو جو قصہ کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے کیونکہ قرآن شریف ہی کی یہ شان ہے کہ وہ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۙ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (الطارق: 14-15)'' یہ فیصلہ کرنے والا قول ہے کوئی فضول باتیں نہیں ہیں اس میں۔ ''وہ میزان، مہیمن، نور اور شفاء اور رحمت ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اسے قصہ سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا بلکہ اسکی بے حرمتی کی ہے۔ ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں اس قدر تیز ہوئے ہیں؟ صرف اسی لئے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے دکھانا چاہتے ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں۔ ہم اس کو گوارہ نہیں کر سکتے۔

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے اس لئے ہم ان کی مخالفت کی کیوں پروا کریں۔ غرض میں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشفِ حقائق کیلئے قائم کیا ہے۔''

حقائق کے ظاہر کرنے کیلئے بتانے کیلئے قائم کیا ہے ''کیونکہ بدوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا اور میں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کیلئے مامور کیا ہے۔ اس لئے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر۔''

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 155، ایڈیشن 1984ء)

پس قرآن کریم کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ بہت سے سوال اکثر احمدی کرتے ہیں۔ اگر وہ قرآن کریم کو غور سے پڑھیں تو وہیں ان کو ان کے جواب بھی مل جائیں گے۔ مختلف فنکشنز (functions) میں جب قرآن کے حوالے سے بات کی جاتی ہے تو سننے والے متاثر ہوتے ہیں، اسلام کی خوبیوں کے معترف ہوتے ہیں۔ پس اعتماد کے ساتھ ہر احمدی کو قرآن کریم کو استعمال کرنا چاہئے۔ جہاں یہ ہماری تربیت کیلئے راہنما ہے وہاں غیروں کے اعتراضوں کے جواب دینے کیلئے بھی ایک زبردست ہتھیار ہے۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے کیلئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کا خدا تعالیٰ سے بھی تعلق پیدا ہو جائے۔ احکامات کا پتہ چل جائے تو پھر ان احکامات دینے والے سے تعلق ہونا چاہئے، خدا تعالیٰ سے بھی تعلق ہونا چاہئے اور یہ تعلق عبادت سے پیدا ہوتا ہے اور عبادت کا اسلام میں بہترین ذریعہ نماز ہے۔ پس ہر احمدی کو یہ جائزہ لینا چاہئے کہ اس کی نماز کی کیا حالت ہے۔ اگر ہماری یہ حالت درست ہو گئی اور ہمارا اللہ تعالیٰ سے اس طرح تعلق قائم ہو گیا تو پھر ہی وہ حالت ہے جب ہمیں حقیقی خوشی ملے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''میرا مذہب تو یہ ہے کہ جس کو بلا سے بچنا ہو وہ پوشیدہ طور پر خدا سے صلح کر لے اور اپنی ایسی تبدیلی کرلے کہ خود اسے محسوس ہووے کہ میں وہ نہیں ہوں۔ خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد: 12)'' یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اسے تبدیل نہ کریں جو ان کے نفسوں میں ہے، ان کے دلوں میں ہے۔ فرمایا ''سچے مذہب کی جڑ خدا پر ایمان ہے اور خدا پر ایمان چاہتا ہے کہ سچی پرہیزگاری ہو۔ خدا کا خوف ہو۔

تقویٰ والے کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ آسمان سے اس کی مدد کرتا ہے۔ فرشتے اس کی مدد کو اترتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ متقی سے معجزہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی کرلے اور ان افعال اور اعمال کو چھوڑ دے جو اس کی ناراضمندی کا موجب ہیں تو وہ سمجھ لے کہ ہر ایک کام برکت سے طے پا جائے گا۔ ہمارا ایمان تو آسمانی کارروائیوں ہی پر ہے۔'' آسمان سے کام ہوں گے تو ہوں گے اور کوئی ذریعہ نہیں۔ ''یہ سچی بات ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کا ہو جائے تو سارا جہان اپنی مخالفت سے کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ جس کو خدا محفوظ رکھنا چاہے اس کو گزند پہنچانے والا کون ہو سکتا ہے؟ پس خدا پر بھروسہ کرنا ضروری ہے۔'' فرمایا ''پس خدا پر بھروسہ کرنا ضروری ہے اور یہ بھروسہ ایسا ہونا چاہئے کہ ہر ایک شئے سے بکلی یاس ہو۔ اسباب ضروری ہیں مگر خلق اسباب بھی تو خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہر ایک سبب کو پیدا کر سکتا ہے اس لئے اسباب پر بھی بھروسہ نہ کرو اور یہ بھروسہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ نمازوں کی پابندی کرو اور نمازوں میں دعاؤں کا التزام رکھو۔ ہر ایک قسم کی لغزش سے بچنا چاہئے اور ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈالنی چاہئے۔ یہ یاد رکھو! عزیز بھی ایسے دوست نہیں ہوتے جیسے خدا عزیز ہوتا ہے۔ وہ راضی ہو تو کل جہان راضی ہو جاتا ہے۔

اگر وہ کسی پر رضامندی ظاہر کرے تو الٹے اسباب کو سیدھا کر دیتا ہے۔'' بگڑے کام بھی بن جاتے ہیں۔ ''مضر کو مفید بنا دیتا ہے۔ یہی تو اس کی خدائی ہے۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس کیلئے دعا کی جاتی ہے اس کو ضروری ہے کہ خود اپنی صلاحیت میں مشغول رہے۔'' دعا کیلئے کہتے ہیں، دعا کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کرنے میں خود بھی مشغول ہونا پڑے گا۔ ''اگر وہ کسی اور پہلو سے خدا کو ناراض کر دیتا ہے تو وہ دعا کے اثر کو روکنے والا ٹھہرتا ہے۔

مسنون طریق پر اسباب سے مدد لینا گناہ نہیں ہے مگر مقدم خدا کو رکھے اور ایسے اسباب اختیار نہ کرے جو خدا تعالیٰ کی ناراضی کا موجب ہوں۔'' (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 184-185، ایڈیشن 2022ء)

## ارشاد نبوی ﷺ

**اپنے ہاتھ سے کمائی ہوئی روزی سے بہتر کوئی روزی نہیں**

(صحیح بخاری، کتاب البیوع)

طالب دعا : سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

## ارشاد نبوی ﷺ

**اپنی اولاد کی بھی عزت کیا کرو اور انکی تربیت کو بہترین قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرو**

(ابن ماجہ، کتاب الادب)

طالب دعا : شیخ صادق علی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

نماز میں لذت نہ آنے کی وجہ اور اس کا علاج بیان فرماتے ہوئے آپؑ نے فرمایا: ’’غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے پھر شہروں اور گاؤں میں تو اَور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔ اَور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے گویا ان کے دل دکھتے ہیں‘‘ کہ اذان ہوگئی اور نماز کیلئے جانا پڑے گا۔ ’’یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔ پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو! اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت باعتبار اس کے مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔

اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھ کر سردی میں وضو کر کے خواب راحت چھوڑ کر کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے۔ پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیالے پیتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے‘‘ باقاعدگی سے پڑھے ’’اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آجاوے اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اسکا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسے سرور کا حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق وکرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اسے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ (ھود: 115) نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔

یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ۔ یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا۔ اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنے وہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔

وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 162 تا 164، ایڈیشن 1984ء)

پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ کیا ہم نمازوں میں سرور حاصل کرتے ہیں؟ کیا ہم مکمل بھروسہ صرف اسباب پر تو نہیں رکھتے؟ اگر ہم نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں تو ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں، اپنے مقصد کو پورا کرنے والے ہیں۔ ورنہ قابل فکر حالت ہے۔

پھر علم و معرفت میں ترقی اور شیطان کے حملے سے بچنے کے بارے میں توجہ دلاتے ہوئے اور یہ کہ مرشد اور مرید کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں فرماتے ہیں: ’’مرشد اور مرید کے تعلقات استاد اور شاگرد کی مثال سے سمجھ لینے چاہئیں۔ جیسے شاگرد استاد سے فائدہ اٹھاتا ہے اسی طرح مرید اپنے مرشد سے لیکن شاگرد اگر استاد سے تعلق تو رکھے مگر اپنی تعلیم میں قدم آگے نہ بڑھائے تو فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یہی حال مرید کا ہے۔ پس اس سلسلہ میں تعلق پیدا کر کے اپنی معرفت اور علم کو بڑھانا چاہئے۔ طالبِ حق کو ایک مقام پر پہنچ کر ہرگز ٹھہرنا نہیں چاہئے ورنہ شیطان لعین اَور طرف لگا دے گا اور جیسے بند پانی میں عفونت پیدا ہو جاتی ہے۔‘‘ کھڑے پانی میں سڑاند پیدا ہو جاتی ہے، کیڑے اس میں پیدا ہو جاتے ہیں، کئی بیماریوں کی وجہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کی حالت ہوتی ہے جو ایک جگہ ٹھہر گیا۔ پس ہمارے قدم آگے بڑھتے چلے جانے چاہئیں۔ فرمایا: ’’اسی طرح اگر مومن اپنی ترقیات کیلئے سعی نہ کرے تو وہ گر جاتا ہے۔ پس سعادتمند کا فرض ہے کہ وہ طلب دین میں لگا رہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی انسان کامل دنیا میں نہیں گزرا لیکن آپ کو بھی رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا کی دعا تعلیم ہوئی تھی پھر اَور کون ہے جو اپنی معرفت اور علم پر کامل بھروسہ کر کے ٹھہر جاوے اور آئندہ ترقی کی ضرورت نہ سمجھے۔ جوں جوں انسان اپنے علم اور معرفت میں ترقی کرے گا اسے معلوم ہوتا جاوے گا کہ ابھی بہت سی باتیں حل طلب باقی ہیں۔ بعض امور کو وہ ابتدائی نگاہ میں (اس بچے کی طرح جو اقلیدس کے اشکال کو محض بیہودہ سمجھتا ہے)‘‘ یعنی جیومیٹری کی شکلیں ہیں یا جو مختلف ڈایاگرام (diagram) سائنسدانوں کی طرف سے بنائے جاتے ہیں تو بچہ ان کو لکیریں سمجھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تو فرمایا کہ ایسے لوگ ایسے ہی ہیں جو بچے کی طرح ہیں۔ ان چیزوں کو ’’بالکل بیہودہ سمجھتے تھے۔‘‘ فرمایا ’’لیکن آخر وہی امور صداقت کی صورت میں ان کو نظر آئے۔‘‘ جب بڑے ہوئے عقل آئی تو یہ پتا لگا اس میں تو بڑی کام کی باتیں ہیں۔ ’’اس لئے کس قدر ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کو بدلنے کے ساتھ ہی علم کو بڑھانے کیلئے ہر بات کی تکمیل کی جاوے۔ تم نے بہت ہی بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر اس سلسلہ کو قبول کیا ہے۔‘‘ فرمایا بہت سی بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر اس سلسلے کو قبول کیا ہے ’’اگر تم اسکی بابت پورا علم اور بصیرت حاصل نہیں کرو گے تو اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوا۔ تمہارے یقین اور معرفت میں قوت کیونکر پیدا ہوگی۔ ذرا ذرا سی بات پر شکوک اور شبہات پیدا ہوں گے اور آخر قدم کو ڈگمگا جانے کا خطرہ ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 193، ایڈیشن 1984ء)

پس بعض لوگ جن کے ایمان ڈگمگاتے ہیں اس لیے کہ وہ علم میں ترقی نہیں کرتے یا اپنی من گھڑت تشریحیں اور توجیہیں کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔

اگر ہم دینی علم کی طرف توجہ دیں تو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان میں بھی ہم ترقی کریں گے اور اسلام اور احمدیت کی سچائی پر بھی ایمان میں ہم بڑھنے والے ہوں گے۔ اپنے بچوں کی ایمان کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور اس طرف بھی بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر میری بیعت کی ہے تو مجھے حکم اور عدل تسلیم کرو۔ اس بات پر یقین رکھو کہ جو بات میں کہوں گا خدا تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق کہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی خاص راہنمائی سے کہوں گا۔ پس آپؑ نے فرمایا کہ اپنے ایمان کی یہ حالت پیدا کرو کہ حکم اور عدل کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو۔

فرمایا کہ ’’جو شخص ایمان لاتا ہے اسے اپنے ایمان سے یقین اور عرفان تک ترقی کرنی چاہئے۔ نہ یہ کہ وہ پھر ظن میں گرفتار رہو۔ یاد رکھو ظن مفید نہیں ہو سکتا۔‘‘ بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ’’خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡـًٔا (یونس: 37)‘‘ یقیناً ظن حق سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ حق بہر حال حق ہے۔ بدظنیاں پیدا کرنے سے حق چھپ نہیں سکتا۔ ’’یقین ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو بامراد کر سکتی ہے۔‘‘ فرمایا ’’یقین کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ اگر انسان ہر بات پر بدظنی کرنے لگے تو شاید ایک دم بھی دنیا میں نہ گزار سکے۔‘‘ اگر دنیاوی باتوں میں تم بدظنیاں کرنے لگو۔ وہیں سے مثال دیکھ لو۔ ’’وہ پانی نہ پی سکے کہ شاید اس میں زہر ملا دیا ہو۔ بازار کی چیزیں نہ کھا سکے کہ ان میں ہلاک کرنے والی کوئی شئے ہو۔ پھر کس طرح وہ رہ سکتا ہے۔ یہ ایک موٹی مثال ہے۔‘‘ جن کو وہم کی بیماری ہوتی ہے وہ تو اس طرح سوچ سوچ کے اپنی زندگی اجیرن کر لیتے ہیں۔ روحانی امور میں بھی یہی چیز دیکھنی چاہئے کہ ایسی بدظنیاں پیدا نہ ہوں۔ فرمایا ’’اسی طرح پر انسان روحانی امور میں اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اب تم خود یہ سوچ لو اور اپنے دلوں میں فیصلہ کر لو کہ کیا تم نے میرے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے اور مجھے مسیح موعود حکم عدل مانا ہے تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کا فکر کرو۔ وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہوگا لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حکم ہے تو پھر اس کے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دو اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو تا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک باتوں کی عزت اور عظمت کرنے والے ٹھہرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کافی ہے وہ تسلی دیتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا۔ وہ حکم عدل ہوگا۔ اگر اس پر تسلی نہیں ہوئی تو پھر کب ہوگی۔ یہ طریق ہرگز اچھا اور مبارک نہیں ہو سکتا کہ ایمان بھی ہو اور دل کے بعض گوشوں میں بدظنیاں بھی ہوں۔ میں اگر صادق نہیں ہوں تو پھر جاؤ اَور صادق تلاش کرو اور یقیناً سمجھو کہ اس وقت اَور صادق نہیں مل سکتا اور پھر اگر دوسرا کوئی صادق نہ ملے اور نہیں ملے گا تو پھر میں اتنا حق مانگتا ہوں جو رسول اللہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے، اس وقت کہہ سکیں گے
کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے
جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا ہے۔

جن لوگوں نے میرا انکار کیا ہے اور جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں انہوں نے مجھے شناخت نہیں کیا اور جس نے مجھے تسلیم کیا اور پھر اعتراض رکھتا ہے وہ اَور بھی بدقسمت ہے کہ دیکھ کر اندھا ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ معاصرت بھی رتبہ کو گھٹا دیتی ہے۔

اس لئے حضرت مسیحؑ کہتے ہیں کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ان کو اہل وطن سے کیا کیا تکلیفیں اور صدمے اٹھانے پڑے تھے۔ سو یہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایک سنت چلی آتی ہے ہم اس سے الگ کیونکر ہو سکتے ہیں۔''

نبیوں کی مخالفت ہوتی ہے۔ اگر ہمارے سے ہو رہی ہے تو یہ تو کوئی ایسی بات نہیں۔ ''اس لئے ہم کو جو کچھ اپنے مخالفوں سے سننا پڑا یہ اسی سنت کے موافق ہے مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ (الحجر:12)'' کہ کوئی رسول ان کے پاس نہیں آتا مگر وہ اس سے تمسخر کرتے ہیں۔ ''افسوس اگر یہ لوگ صاف نیت سے میرے پاس آتے تو میں ان کو وہ دکھاتا جو خدا نے مجھے دیا ہے اور وہ خدا خود ان پر اپنا فضل کرتا اور انہیں سمجھا دیتا مگر انہوں نے بخل اور حسد سے کام لیا اب میں ان کو کس طرح سمجھاؤں۔''

اب بھی ایک سو تیس بتیس سال ہونے لگے یہ لوگ نشانات دیکھ کے بھی سبق حاصل نہیں کرتے۔ فرمایا ''جب انسان سچے دل سے حق طلبی کیلئے آتا ہے تو سب فیصلے ہو جاتے ہیں لیکن جب بدگوئی اور شرارت مقصود ہو تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔'' فرماتے ہیں کہ ''......حجج الکرامہ میں ابن عربی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مسیح موعود جب آئے گا تو اسے مفتری اور جاہل ٹھہرایا جائے گا اور یہاں تک بھی کہا جاوے گا کہ وہ دین کو تغیر کرتا ہے۔ اس وقت ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اس قسم کے الزام مجھے دیئے جاتے ہیں ان شبہات سے انسان تب نجات پا سکتا ہے جب وہ اپنے اجتہاد کی کتاب ڈھانپ لے اور اس کی بجائے وہ یہ فکر کرے کہ کیا یہ سچا ہے یا نہیں۔ بعض امور بیشک سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں لیکن جو لوگ پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں وہ حسن ظن اور صبر اور استقلال سے ایک وقت کا انتظار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اصل حقیقت کو کھول دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت صحابہ سوال نہ کرتے تھے بلکہ منتظر رہتے تھے کہ کوئی آ کر سوال کرے تو فائدہ اٹھاتے تھے ورنہ خود خاموش سر تسلیم خم کئے ہوئے بیٹھے رہتے اور جرأت سوال کی نہ کرتے تھے۔ میرے نزدیک اصل اور اسلم طریق یہی ہے کہ ادب کرے۔ جو شخص آداب النبی کو نہیں سمجھتا اور اس کو اختیار نہیں کرتا اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ ہلاک نہ کیا جائے۔''

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 73 تا 75، ایڈیشن 1984ء)

یہ آپؑ اپنے زمانے کی باتیں کر رہے ہیں جب لوگ آپؑ کی مجلس میں بیٹھتے تھے۔ آج آپؑ کی کتابوں کو دیکھ کے بھی، پڑھ کے بھی اور دلائل سن کے بھی اس قسم کی باتیں ہی لوگ کرتے ہیں۔ فرمایا یہ شخص آداب النبی کو نہیں سمجھتے اور یہی اندیشہ ہے کہ وہ ہلاک نہ ہو جائیں۔

پس مسلمان تو اپنی بدقسمتی کی وجہ سے یہ پیغام سننے اور سمجھنے میں بڑی حیل وحجت کرتے ہیں اور ان کی حالتِ زار بھی ان کو اس طرف متوجہ نہیں کرتی کہ دیکھیں کہ کیا وجہ ہے ہماری یہ جو حالت ہوئی ہوئی ہے من حیث القوم ہم کیا بن رہے ہیں۔ زمانہ بھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں بھی پوری ہو رہی ہیں تو کم از کم آنے والے موعود کو تلاش تو کریں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر میں نہیں تو کوئی اَور لیکن تمہیں اَور کوئی نہیں ملے گا۔ لیکن دنیا میں پڑ کر سب بھول رہے ہیں لیکن ہمارا کام پھر بھی یہ ہے کہ ان کو بچانے کی کوشش کریں اور مسیح موعودؑ کا پیغام ہر ایک تک پہنچائیں اور صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ ہر فرد تک چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہے یا لا مذہب ہے یہ پیغام پہنچائیں۔

ابھی تو بہت کام ہمارا کرنے والا ہے۔ جرمنی میں جماعت کو سو سال پورے ہونے پر بھی ہم جرمنوں تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچا سکے۔ پس اس لحاظ سے بھی جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

اسلام کا پیغام پہنچانے اور تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ''اس وقت ہمارے دو بڑے ضروری کام ہیں۔ ایک یہ کہ عرب میں اشاعت ہو دوسرے یورپ پر اتمام حجت کریں۔ عرب پر اس لئے کہ اندرونی طور پر وہ حق رکھتے ہیں۔ ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہوگا کہ ان کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ خدا نے کوئی سلسلہ قائم کیا ہے۔''

آج بھی حقیقت ہے ہر عرب تک ہمارا پیغام نہیں پہنچا باوجودیکہ پہلے زمانے کے لحاظ سے کوششیں بہت بڑھ چکی ہیں۔ اگر پہنچا ہے تو مخالفین کے ذریعہ سے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کا استہزا کر کے قادیانی کے نام سے ہمیں پکار کر ہمیں دنیا میں یا اپنے لوگوں میں متعارف کرایا ہے اور ہر جھوٹ اور من گھڑت کہانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں لوگوں کو بتائی ہے۔ ایک طرف کا پیغام ان کو پہنچا ہے۔ اگر تعارف ہے تو مخالفین کے ذریعے سے لیکن ہمارے ذریعے سے تعارف اچھی طرح ابھی نہیں ہوا۔

بہرحال فرمایا: ''اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ان کو پہنچائیں اگر نہ پہنچائیں تو معصیت ہوگی۔ ایسا ہی یورپ والے حق رکھتے ہیں کہ ان کی غلطیاں ظاہر کی جاویں کہ وہ ایک بندہ کو خدا بنا کر خدا سے دور جا پڑے ہیں۔ یورپ کا تو یہ حال ہو گیا ہے کہ واقعی اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ کا مصداق ہو گیا ہے۔'' یعنی وہ زمین کی طرف جھک گئے ہیں۔ سوائے دنیاداری کے عام طور پر لوگوں میں کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔ ہمارے بعض لوگ اور نوجوان ان کی اس ترقی سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ انہیں بتائیں کہ تم جس طرف جا رہے ہو یہ صرف تباہی ہے اور کچھ نہیں ہے۔ متاثر ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں تبلیغ کرنی چاہئے۔ فرمایا ''طرح طرح کی ایجادیں صنعتیں ہوتی رہتی ہیں۔'' مغربی ممالک میں ترقی یافتہ ملکوں میں۔ ''اس سے تعجب مت کرو کہ یورپ ارضی علوم وفنون میں ترقی کر رہا ہے۔'' امپریس (Impress) نہ ہو جاؤ کہ یہ ترقی ہو رہی ہے۔ ''یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب آسمانی علوم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں تو پھر زمین ہی کی باتیں سوجھا کرتی ہیں۔ یہ کبھی ثابت نہیں ہوا کہ نبی بھی کلیں بنایا کرتے تھے۔'' پرزے بنایا کرتے تھے'' یا ان کی ساری کوششیں اور ہمتیں ارضی ایجادات کی انتہا ہوتی تھیں۔''

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 253-254، ایڈیشن 1984ء)

پس یہ بات ہے جو ہم میں سے ہر ایک کے ذہن میں گڑ جانی چاہئے کہ ہم نے دنیا کمانے کیلئے احمدیت قبول نہیں کی بلکہ خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنے کیلئے احمدیت قبول کی ہے اور یہ پیغام ہم نے دنیا والوں کو پہنچانا بھی ہے۔ یہی چیز ہے جو ہماری دنیا و آخرت سنوارنے والی ہوگی۔

آپؑ اپنے آنے کی غرض اور مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میرے آنے کی اصل غرض اور مقصد یہی ہے کہ توحید، اخلاق اور روحانیت کو پھیلاؤں۔ توحید سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہی کو اپنا مطلوب، مقصود اور محبوب اور مطاع یقین کر لیا جاوے۔ موٹی موٹی بت پرستی اور شرک سے لے کر اسباب پرستی کے شرک اور باریک شرک اپنے نفس کو بھی کچھ سمجھ لینے تک دور کر دیا جاوے۔'' ہر بات میں اپنے نفس کا بھی شرک شامل نہ ہو۔ کسی باریک سے باریک چیز کا بھی شرک شامل نہ ہو، یہ توحید ہے۔ ''جس میں دنیا گرفتار ہے'' آجکل اس سے بچنا ہے ''اور اخلاق سے مراد یہ ہے کہ جس قدر قویٰ انسان لے کر آیا ہے ان کو اپنے محل اور موقع پر خرچ کیا جاوے۔ یہ نہیں کہ بعض کو بالکل بیکار چھوڑ دیا جاوے اور بعض پر بہت زور دیا جاوے۔ مثلاً اگر کوئی ہاتھ کو بالکل کاٹ دے تو کیا اس سے کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ سچے اور کامل اخلاق یہی ہیں کہ جو جو قوتیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہیں ان کو اپنے محل پر ایسے طور سے خرچ کیا جاوے کہ جس میں افراط اور تفریط پیدا نہ ہو۔ افراط یہ ہے کہ مثلاً جس کو قوتِ شامہ میں افراط ہو تو حدت الحس کی مرض ہو جاوے گی'' یعنی اس انسان کی سونگھنے کی حس اگر تیز ہو جائے تو انسان کیلئے ایک مشکل کھڑی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگوں کی خوشبو کی حس تیز ہو جاتی ہے اسکی وجہ سے ان کو تکلیف شروع ہو جاتی ہے سر درد شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اَور دوسری خوشبوئیں ہیں ان کی وجہ سے بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں تو یہی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اعتدال میں رکھے اور ہر مرض سے بچائے روحانی مرض سے بھی۔

فرمایا تفریط یہ ہے۔ افراط تو حدت الحس کی مرض ہو جاوے گی'' اور پھر اس سے اَور امراض شدیدہ پیدا ہو جاتے ہیں۔'' بیماریاں بڑھتی ہیں۔ ''تفریط یہ ہے کہ اسکی حس بالکل مفقود ہو جاتی ہے اور اعتدال یہ ہے کہ دونوں اپنے اپنے محل اور مقام پر رہیں اور یہی وہ درجہ اور مقام ہے جہاں اخلاق اخلاق کہلاتے ہیں اور اسی کو میں قائم کرنے آیا ہوں۔''

درمیانہ رستہ اختیار کرنا چاہئے اور اعلیٰ اخلاق جن کا اسلام میں حکم ہے ان کو کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

فرمایا ''روحانیت سے مراد وہ آثار اور علامات ہیں جو خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا ہونے پر مترتب ہوتے ہیں اور یہ کیفیتیں ہیں جب تک پیدا نہ ہوں انسان سمجھ نہیں سکتا مگر اصل غرض یہی ہیں۔''

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 297، ایڈیشن 2022ء)

پس یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں ایک ایسا انسان بناتی ہیں جو حقیقی مومن ہے۔ پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اس معیار پر ہیں کہ ہمارا مقصود و مطلوب اور سب سے زیادہ محبوب خدا تعالیٰ کی ذات ہو۔ اگر یہ نہیں تو ہم ابھی اپنے ایمان کے کمزور درجے پر ہیں۔

پس جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ پر ہماری ہر دنیاوی خواہش بے حقیقت ہے کہ نہیں، اس کی ضرورت ہے۔ اگر یہ ہوگا تو تبھی ہم مسجدوں کے بھی حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اسی طرح جب

**ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس**

''اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 2016)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

**ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس**

''ہم حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں جب ہم عارضی اور دُنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 مئی 2017)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ہم مسجدیں بنا رہے ہیں تو ان کو آباد کرنے کی بھی ایک فکر ہونی چاہئے۔

پس ہر احمدی کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ توحید کا کس حد تک اس کے دل میں زور ہے، شوق ہے، جذبہ ہے۔ اسی طرح اعلیٰ اخلاق کا اظہار ہے تو ہر احمدی سے ہونا چاہئے۔ یہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو ہمارا پیغام پہنچانے میں بڑا اہم کردار ادا کر سکتے ہیں اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ مختلف مساجد کے افتتاح میں جب میں جاؤں تو جو احمدیوں کے واقف لوگ ہیں وہ اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ احمدیوں کے اخلاق اچھے ہیں لیکن ایک کمی میں نے دیکھی ہے۔ یہ اچھے اخلاق دکھا کر پھر اسلام اور احمدیت کا تعارف صحیح طور پر نہیں کرایا جاتا۔ اگر یہ تعارف کروایا جائے تو پھر ہی ہم جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا احمدیت اور اسلام کا صحیح پیغام یورپ کے لوگوں تک، اس ملک کے لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں۔

اسی طرح اعلیٰ اخلاق کا اظہار آپس کے تعلقات میں بھی ہونا چاہئے۔ صرف یہ نہیں کہ غیروں کیلئے۔ ان کو تو اعلیٰ اخلاق دکھا دیے اور گھر میں اور اپنے معاشرے میں ایک فساد برپا ہو۔ پس یہ باتیں ہیں جن کو ہمیں اخلاق کے حوالے سے اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ یہی اعلیٰ اخلاق ہیں جن کے پیدا کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آئے تھے اور پھر فرمایا کہ روحانیت کے معیار کا نتیجہ تب مترتب ہوتا ہے، تب ظاہر ہوتا ہے، تب اس کا پتا چلے گا کہ روحانیت پیدا ہوئی ہے جب حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے اعلیٰ معیار قائم ہوں گے۔ اپنوں اور غیروں کو ایک حسن ہمارے اندر نظر آ رہا ہوگا۔ ہمارے بچے ہمارے سے سبق لینے والے ہوں گے تبھی ہم کہہ سکیں گے کہ ہم یہ معیار حاصل کرنے والے ہیں۔

امیر صاحب جرمنی گذشتہ دنوں مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ ہمارا اگلی صدی کا ٹارگٹ کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ جن چند باتوں کا میں نے ذکر کیا ہے، یہ ساری باتیں نہیں ہیں چند باتیں ہیں جن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔

کیا یہ ہم نے اس گزری ہوئی صدی میں حاصل کر لیا ہے؟ کیا ہمارا خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا ہو گیا ہے؟ کیا ہماری نمازوں کے اعلیٰ معیار قائم ہو گئے ہیں؟ کیا ہم نماز کے اوقات میں دنیاوی کاموں کو چھوڑ کر نماز کیلئے حاضر ہو جاتے ہیں یا صرف مسجدیں بنانے پر ہی زور ہے؟ کیا ہم قرآن کریم کی تلاوت میں باقاعدہ ہیں؟ کیا ہم قرآنی احکامات کو تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے بچوں کو دین سے جوڑنے کیلئے بھرپور کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہمیں صرف اپنے بچوں کی دنیاوی تعلیم کی فکر ہے یا ان کی دین کی بھی فکر ہے۔ کیا ہمارے اعلیٰ اخلاق آپس کے تعلقات میں وہ معیار حاصل کر چکے ہیں جو رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ (الفتح:30) کا نظارہ ہمیں دکھائیں؟ کیا اعلیٰ اخلاق کے نمونے غیروں پر ظاہر کر کے انہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے ہم آگاہ کر رہے ہیں یا صرف کہیں اعلیٰ اخلاق دکھا کر ہم یہ بتا رہے ہیں کہ ہم پُرامن لوگ ہیں؟

بہت سی جگہوں پر جب مجھے غیروں سے کچھ کہنے کا موقع ملا تو اکثر لوگوں نے یہی کہا ہے کہ ہمیں اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کا پہلی دفعہ علم ہوا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اپنے تعلقات اور اخلاق اسلام کا پیغام پہنچانے کیلئے استعمال نہیں کر رہے جس طرح کرنے چاہئیں۔ لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ تقسیم کرنے کا کیا فائدہ ہے جب اس سے اسلام کی تعلیم کا تعارف ہی لوگوں میں نہ ہو۔

پس پہلے یہ جائزہ لیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معیاروں کو کس حد تک ہم نے حاصل کر لیا ہے۔ اگر حاصل کر لیا ہے جو میرے نزدیک ابھی حاصل نہیں ہوا اور خود اپنے جائزے سے ہر ایک کو پتہ لگ جائے گا، میرے کہنے کی ضرورت نہیں۔ تو پھر اگلی صدی کا نیا ٹارگٹ کیا ہے!

اگلی صدی کا ٹارگٹ یہی مختصر لائحہ عمل ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں میں نے بیان کیا ہے۔ ہم یہ دعویٰ لے کر اٹھے ہیں کہ ہم نے دنیا کے دل جیتنے ہیں۔ اس دنیا کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل کرنا ہے۔ دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے۔ پس اس حوالے سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں اور ایک نئے عزم کے ساتھ جرمنی کی جماعت احمدیہ کو نئی صدی میں داخل ہونا چاہئے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے اور اپنی اولادوں اور نسلوں کو بھی یہ نصیحت کرتے رہیں گے اور ان کی اس طرح تربیت کریں گے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی یہ جاگ ایک نسل سے دوسری نسل میں لگتی چلی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

کام جو کرتے ہیں تری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH
Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

## بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

شہادت سے ثابت ہو جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نیرو نے لوگوں کو خوش کرنے کیلئے مسیحیوں کو زندہ جلانے، کتوں سے پھڑوانے اور صلیب دینے کے مختلف طریق اختیار کر رکھے تھے اور اس غرض سے اس نے اپنا شاہی باغ دیا ہوا تھا۔ جس قوم پر اس قدر عام ظلم ہوگا ظاہر ہے کہ وہ اِدھر اُدھر بچ کر پناہ لے گی۔

جب مسیحیوں نے ان جگہوں پر پناہ لینی شروع کی تو پناہ کے دنوں میں انہوں نے زیادہ حفاظت کی خاطر ان کے اندر کمرے بنانے شروع کر دیئے۔ اسی طرح جو لوگ شہید ہوتے تھے ان کی لاشوں کو بے حُرمتی سے بچانے کیلئے بھی وہ ان تہ خانوں میں لا کر دفن کرتے تھے اور چونکہ یہ سلسلہ تین سو سال تک چلا گیا اس لئے یہ تہ خانے اس کثرت سے ہو گئے کہ بعض لوگوں کے اندازے کے مطابق وہ پندرہ میل کی لمبائی تک چلے گئے ہیں۔

چونکہ ظلم یکساں نہیں چلتا۔ درمیان میں بعض بادشاہ نرمی کرنے لگ جاتے تھے اور مسیحی پھر واپس شہر میں آ جاتے تھے۔ پھر جب سختی کا دور آتا تو بھاگ کر ان جگہوں میں چھپ جاتے اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ انہیں وہاں مہینوں یا سالوں رہنا پڑتا تھا کیونکہ ان کے اندر سکولوں اور گرجو کے کمرے بھی پائے گئے ہیں۔

یہ تہ خانے تین منزل میں بنے ہوئے ہیں اور 1924ء میں انگلستان جاتے ہوئے روم میں مَیں نے خود ان کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ پہلی منزل کے کمروں کو تو انسان بغیر زیادہ تکلیف کے دیکھ سکتا ہے۔ دوسری منزل میں بہت دم گھٹتا ہے اور تیسری منزل یعنی سب سے نیچے کے تہ خانہ میں جانا تو نمی اور تاریکی کی وجہ سے قریباً ناممکن ہوتا ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ ان تہ خانوں کو مسیحیوں نے اپنی ضرورت کے مطابق اس طرح بنا لیا تھا جیسے بھول بھلیاں ہوتی ہے اور حفاظت کے مندرجہ ذیل طریق ان میں استعمال کئے گئے ہیں:

(1) وہ لوگ دروازوں پر کتّے رکھتے تھے تا اجنبی آدمی کے آتے ہی ان کو اس کے بھونکنے سے علم ہو جائے (2) زمین دوز کمرے جن میں وہ رہتے تھے جہاں سے انہیں زمین کی سطح پر سے داخل ہونے کا راستہ تھا وہاں مٹی کی سیڑھی نہ ہوتی تھی بلکہ لکڑی کی سیڑھی رکھتے تھے تا کہ اپنا آدمی اترنے کے بعد وہاں سے سیڑھی ہٹا دی جا سکے اور تا کہ دشمن آئیں تو فوراً کمروں میں نہ پہنچ سکیں (3) لیکن اگر وہ کود کر یا سیڑھیاں اپنے ساتھ لا کر اتر ہی آئیں تو اس کے آگے حفاظت کا یہ علاج کیا گیا تھا کہ ہر کمرہ سے چار راستے بنا دیئے گئے تھے ان میں سے ایک راستہ تو اگلے کمرہ کی طرف جاتا تھا اور باقی راستے کچھ دور جا کر بند ہو جاتے تھے۔ اسکا یہ فائدہ تھا کہ عیسائی تو واقف ہونے کی وجہ سے جھٹ اگلے کمرہ کی طرف دوڑ جاتے تھے اور تعاقب کرنے والے غلط راستہ کی طرف چلے جاتے اور آگے راستہ بند دیکھ کر پھر دوسرے راستہ کی طرف لوٹتے۔ اس طرح بار بار غلط راستوں کی طرف جانے کی وجہ سے بھاگنے والے عیسائیوں سے بہت پیچھے رہ جاتے۔ اول تو یہ تعاقب ہی پولیس کو پریشان کر دیتا تھا لیکن اگر آخری حد تک تعاقب کر بھی لیتے تو (4) مسیحی دوسری منزل یعنی نچلے تہ خانوں میں چلے جاتے جو پہلوں سے زیادہ تنگ زیادہ تاریک اور زیادہ پیچیدہ ہیں۔ اگر بالفرض یہاں تک بھی کامیاب تعاقب کیا جاتا تو (5) ان سے نیچے تیسرے تہ خانے موجود تھے جن میں ہم لوگ تو دو چار منٹ بھی نہیں ٹھہر سکے گو اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اب وہ گر گر کر بہت زیادہ نمناک ہو گئے ہیں مگر بہر حال وہ بھیانک جگہیں ہیں جہاں غالباً صرف تعاقب کے وقت میں تھوڑی دیر کیلئے مسیحی پناہ لیتے تھے چونکہ سارے راستوں کی لمبائی کئی سو میل تک جاتی ہے ظاہر ہے کہ ان جگہوں میں عیسائیوں کا پکڑنا آسان کام نہ ہوتا تھا مگر گورنمنٹ آخر گورنمنٹ ہوتی ہے کئی دفعہ پولیس پکڑ بھی لیتی تھی اور وہیں ان لوگوں کو قتل کر دیتی تھی۔ مَیں نے ایسے شہداء کی بہت سی قبریں وہاں دیکھی ہیں۔ ہم نے بعض کتبے پادری سے پڑھوا کر معلوم کیا کہ ان میں وہ دردناک واقعات بیان کئے گئے ہیں جو شہادت کے وقت ان کو پیش آتے تھے۔

قریب زمانہ میں جو نئی قبریں اور کتبے دریافت ہوئے ہیں ان میں ان لوگوں کی قبریں بھی ملی ہیں جن کے پاس پطرس ٹھہرتے تھے یا جن کا بائبل میں ذکر ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا زیر لفظ کیٹا کومبز)

ڈسیس کے وقت میں چونکہ قانون بنا دیا گیا تھا کہ مسیحی بتوں کو سجدہ کرنے پر مجبور کئے جائیں اور بہت سختی سے مسیحیوں کو مارا جاتا تھا یہ زمانہ قریباً سارا کا سارا عیسائیوں نے کیٹا کومبز میں گزارا۔ سوائے ان کے جنہوں نے ڈر کر مذاہب کو ظاہراً خیر باد کہہ دیا اس لئے اس زمانہ میں اصحاب کہف نے ایک نہایت شاندار مثال قربانی کی پیش کی تھی۔

ان کتبوں سے جو کیٹا کومبز میں لگے ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مسیحیوں میں شرک نہ تھا۔ ان کتبوں میں کوئی لفظ شرک کا نہیں۔ مسیح کو خدا کا بیٹا نہیں بلکہ محض ایک گڈریئے کی شکل میں دکھایا جاتا ہے۔ ان کی والدہ کیلئے کوئی غیر معمولی عزت کا نشان نہیں ملتا۔ زیادہ تر یونس نبی کے واقعہ کو اور نوح کے طوفان کے آخر میں جو کبوتر اس بات کی خبر لایا تھا کہ پانی ہٹ کر زمین ننگی ہو گئی ہے اس واقعہ کو تصویروں میں دکھایا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نامہ قدیم کو ان لوگوں نے نہیں چھوڑا تھا اور مسیح کو صرف ایک نبی اور روحانی گڈریا خیال کرتے تھے۔ (کیٹا کومبز کے واقعات کیلئے دیکھو انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا، دِی کیٹا کومبز ایٹ روم، مصنفہ بینجمن اسکاٹ اور ڈاکٹر میٹ لینڈ کی کتاب وغیرہ)

خلاصہ یہ کہ اصحاب کہف کے واقعہ میں مسیحیوں کے ابتدائی زمانہ کے حالات کو پیش کیا گیا ہے اور بتایا ہے کہ مسیحی قوم کی ابتدا تو اس طرح ہوئی تھی کہ وہ بت پرستی کے خلاف جہاد کرتے تھے اور شرک سے بچنے کیلئے انہوں نے صدیوں تک بڑی بڑی قربانیاں کیں لیکن انتہا اس طرح ہوئی ہے کہ اصلی دین کا کوئی نشان بھی اب مسیحیوں میں نہیں پایا جاتا۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 424، مطبوعہ 2010 قادیان)

# سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

## (از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

### آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعدداز دواج اور اسکی حکمتیں (بقیہ)

پھر حدیث میں آتا ہے: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وسلم تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ یعنی ’’معقل بن یسار روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ تمہیں چاہئے کہ محبت کرنے والی زیادہ بچے دینے والی عورتوں کے ساتھ شادیاں کیا کرو، تاکہ تمہاری تعداد ترقی کرے اور میں قیامت کے دن اپنی امت کی زیادتی پر فخر کرسکوں۔‘‘

اس حدیث میں تکثیرِ نسل والی غرض کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اس طرح یہ کل سات اغراض ہوتی ہیں جو اسلام نے تعدداز دواج کے متعلق بیان کی ہیں۔ یعنی جسمانی اور روحانی بیماریوں سے حفاظت، بقائے نسل، رفاقتِ قلب، محبت ورحمت کے تعلقات کی توسیع، انتظامِ یتامیٰ، انتظامِ بیوگان اور ترقی نسل۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان اغراض کو حاصل کس طرح کیا جاوے۔ یعنی کس اصل کے ماتحت بیوی کا انتخاب کیا جاوے کہ یہ اغراض احسن صورت میں حاصل ہوسکیں۔ سو اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ یعنی ’’نکاح میں عورت کا انتخاب چار قسم کے خیالات کے ماتحت کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ عورت کی مالی حالت کی بنا پر بیوی کا انتخاب کرتے ہیں بعض کو حسب ونسب کا خیال ہوتا ہے۔ بعض خوبصورتی اور حُسن دیکھتے ہیں اور بعض لوگ عورت کی اخلاقی اور دینی حالت کو مدِ نظر رکھتے ہیں، لیکن اے مسلمانو! تمہیں چاہئے کہ تم ہمیشہ دینی پہلو کو ترجیح دیا کرو۔ یہی تمہاری کامیابی کا طریق اور یہی دین ودنیا کی خرابی سے بچنے کا طریق ہے۔‘‘

اس حدیث میں نکاح کی اغراض کے حصول کیلئے بیوی کے انتخاب کا اصول بتایا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ دینی پہلو کو ترجیح دی جاوے اور دین سے صرف عورت کی ذاتی دینی یا اخلاقی حالت مراد نہیں ہے اور نہ دین کا لفظ عربی زبان میں محض مذہب اور عقیدہ کے معنوں میں آتا ہے بلکہ جیسا کہ عربی کی مشہور لغت اقرب الموارد میں تشریح کی گئی ہے دین کا لفظ عربی زبان میں مندرجہ ذیل معانی کے اظہار کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اوّل اخلاق وعادات، دوم رُوحانی پاکیزگی اور طہارت، سوم مذہب، چہارم قوم وملّت، پنجم سیاست وحکومت۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ عورت کے انتخاب میں دینی پہلو کو ترجیح دی جاوے اس میں جہاں یہ مراد ہے کہ بیوی ایسی ہونی چاہئے جو ذاتی طور پر اخلاق وعادات اور تقویٰ وطہارت اور مذہب وعقیدہ میں اچھی ہوتا کہ خاوند اور بیوی کے تعلقات بھی اچھے رہیں اور آئندہ اولاد پر بھی اچھا اثر پڑے، وہاں یہ بھی مراد ہے کہ بیوی کے انتخاب میں وہ عام دینی پہلو بھی جو مصالحِ مذہب اور مصالحِ قوم وملّت اور مصالحِ سیاست وحکومت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اپنے اپنے موقع پر مدِ نظر رہنے چاہئیں اور اگر اس جگہ کسی کو یہ شبہ گذرے کہ گو لغوی طور پر یہ سب معانی درست ہوں مگر یہ کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ایک ہی لفظ میں ایک ہی وقت میں اتنے معانی مراد ہوں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُقنّن نبی تھے۔ آپؐ کا کلام قانونی کلام کا رنگ رکھتا تھا جو ہمیشہ جامع المعانی اور وسیع المفہوم ہوتا ہے اور اسکے ایک ایک لفظ میں کئی کئی پہلو مدّ نظر ہوتے ہیں اور اسی روشنی میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے معنے کرنے چاہئیں اور بہرحال جب لغوی طور پر یہ معانی درست ہیں تو کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اسلام نے نکاح کی اغراض چار اور تعدّ دِ ازدواج کی اغراض سات بیان کی ہیں اور ان اغراض کے بہترین حصول کیلئے بیوی کے انتخاب کے متعلق یہ ہدایت دی ہے کہ اس میں عورت کی ذاتی خوبی کے علاوہ مصالحِ مذہب اور مصالحِ قوم وملّت اور مصالحِ سیاست وحکومت کو ترجیح دینی چاہئے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ نکاح کے معاملہ میں اور خوبیوں کو نہ دیکھا جاوے کیونکہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے مسلمانوں کو عورت کی دوسری خوبیوں کے مدّنظر رکھنے کی بھی اجازت دی ہے بلکہ بعض اوقات خود اس کی تحریک فرمائی ہے کہ دوسری باتوں کو بھی دیکھ لیا کرو۔ چنانچہ باوجود پردہ کے احکام کے آپؐ یہ تحریک فرماتے تھے کہ نکاح سے پہلے مرد کو چاہئے کہ عورت کو خود دیکھ لے تاکہ بعد میں شکل و صورت کی ناپسندیدگی کی وجہ سے اس کی طبیعت میں کسی قسم کا تکدّر نہ پیدا ہو۔ اسی طرح مناسب حد تک مالی حالت کے مدِّ نظر رکھنے کی بھی تحریک کی گئی ہے۔ اسی طرح ایک حد تک عمر اور طبیعت کی مناسبت کو بھی ملحوظ رکھنے کی سفارش کی گئی ہے اور یہی اصول دوسرے حالات میں چسپاں ہوتا ہے مگر جس بات کی اسلام ہدایت دیتا ہے وہ یہ ہے کہ ان باتوں کو دینی پہلو کے مقابلہ میں ترجیح نہیں دینی چاہئے کیونکہ اگر دینی پہلو کی خوبیاں موجود نہ ہوں تو محض یہ خوبیاں حقیقی اور دائمی خوشی کی بنیاد نہیں بن سکتیں بلکہ بعض صورتوں میں مُضر اور نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہیں۔

اب ایک طرف تعدّ دِ ازدواج کی اغراض اور دوسری طرف اس اصول کو جو بیویوں کے انتخاب کیلئے اسلام نے تجویز کیا ہے، مدِ نظر رکھا جاوے تو ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی بابرکت انتظام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے دنیا میں قائم کیا ہے اور اس میں بنی نوع انسان کے بڑے سے بڑے حصہ کی بڑی سے بڑی بھلائی مدِ نظر ہے۔ دراصل جن لوگوں نے تعدّ داز دواج کے خلاف رائے ظاہر کی ہے انہوں نے اپنی نظر کو بہت ہی محدود رکھا ہے اور خاوند و بیوی کے جذباتی تعلقات کے سوا کسی اور بات کی طرف ان کی نظر نہیں اٹھی اور نہ ان لوگوں نے کبھی ٹھنڈے دل سے نکاح کی اغراض اور بنی نوع انسان کی ضروریات کے متعلق غور کیا ہے، ورنہ یہ مسئلہ ایسا نہیں تھا کہ کوئی فہمیدہ شخص اس کی خوبیوں سے انکار کی گنجائش پاتا۔ پھر یہ بھی نہیں سوچا گیا کہ تعدّ داز دواج کا انتظام اسلام میں قاعدہ کے طور پر نہیں ہے بلکہ یہ ایک استثناء ہے جو نکاح کی جائز اغراض کے حصول اور نسل انسانی کی جائز ضروریات کے پورا کرنے کیلئے خاص خاص قسم کے حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جاری کی گئی ہے۔ پس اسکے متعلق رائے لگاتے ہوئے اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ کیا دُنیا میں انسان کو ایسے حالات پیش نہیں آسکتے کہ جن کے ماتحت تعدّ دِ ازدواج ایک ضروری علاج قرار پاتا ہے اور انسان کی ذات یا اسکے خاندان یا اس کی قوم یا اس کے ملک کے مفاد اس بات کے ساتھ وابستہ ہو جاتے ہیں کہ وہ دوسری بیوی سے شادی کرے۔ مجھے شہنشاہ نپولین کی زندگی کا وہ واقعہ نہیں بھولتا کہ جب اس نے اپنے ملکی مفاد کے ماتحت حصولِ اولاد کی غرض سے دوسری بیوی کی ضرورت محسوس کی۔ مگر یہ ضرورت کس طرح پوری کی گئی؟ اس کے تصور سے میرے بدن پر ایک لرزہ آجاتا ہے۔ شہنشاہ کی ملکہ جوزفین کی طلاق کا واقعہ تاریخ کے تاریک ترین واقعات میں سے ہے اور اس کی تہہ میں یہی جھوٹا جذباتی خیال ہے کہ انسان کو کسی صورت میں بھی ایک سے زیادہ بیوی نہیں کرنی چاہئے۔ افسوس! اس جھوٹے جذباتی خیال نے کئی کمزور لوگوں کے تقویٰ پر ڈاکہ ڈالا۔ کئی خاندانوں کو بے نسل کر کے دنیا سے مٹا دیا۔ کئی گھروں کی خوشیوں کو تباہ کیا۔ کئی گھرانوں اور کئی قوموں اور کئی ملکوں کے اتحاد کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ کئی یتیموں کو آوارہ کیا۔ کئی بیوگان کو کسمپرسی کی حالت میں چھوڑا۔ کئی قوموں کی نسل کو تنزّل کے رستے پر ڈال کر ان کی تباہی کا بیج بویا اور یہ سب کچھ صرف اس لیے ہوا کہ عورت ہر صورت میں اپنے خاوند کی توجہ کی اکیلی مالک بنی رہے! مگر یہ ایک عجیب قربانی ہے کہ بڑی چیز کو چھوٹی چیز پر قربان کیا جاتا ہے؛ حالانکہ حق یہ تھا کہ اخلاقی فوائد پر مادی فوائد قربان کئے جاتے۔ دینی منافع پر دنیاوی منافع قربان کئے جاتے۔ خاندانی مصالح پر ذاتی مصالح قربان کئے جاتے۔ قومی مفاد پر انفرادی مفاد قربان کیے جاتے اور درحقیقت تعدّ دِ ازدواج کا تو انتظام ہی ایک مجسم قربانی کا انتظام ہے اور اس میں خاوند اور بیوی دونوں کی ذاتی اور جسمانی قربانی ذریعہ اخلاق اور دینی اور خاندانی اور قومی اور ملکی مصالح کیلئے راستہ کھولا گیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اسلام میں تعدّ داز دواج کا انتظام ایک استثنائی انتظام ہے جو انسانوں کی خاص ضروریات کو مدِ نظر رکھ کر جاری کیا گیا ہے اور یہ ایک قربانی ہے جو مرد اور عورت دونوں کو اپنے اخلاق اور دین اور خاندان اور قوم اور ملک کیلئے خاص حالات میں کرنی پڑتی ہے اور اسلام ہر شخص سے امید رکھتا ہے کہ وہ اس قسم کے حالات کے پیدا ہونے پر جو تعدّ داز دواج کیلئے ضروری ہیں اپنی خواہش اور اپنے جسمانی آرام کو زیادہ بڑے مفاد کیلئے قربانی کر دینے میں تامل نہیں کریگا اور موقع پیش آنے پر یہ ثابت کر دے گا کہ اس کی زندگی صرف اس کی ذات یا اس کے گھر تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ دنیا کی وسیع انسانیت کا ایک فرد ہے جس کی خاطر اسے اپنے شخصی مفاد کے قربان کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ تعدّ داز دواج کی جائز ضرورت کے پیدا ہونے پر بھی اسلام نے تعدّ دِ ازدواج کو لازمی نہیں قرار دیا بلکہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اسے اس شرط کے ساتھ مشروط کر دیا ہے کہ اگر انسان عدل کرنے کے قابل ہو تو تب تعدّ دِ ازدواج پر عمل کرے، ورنہ بہرحال صرف ایک بیوی پر ہی اکتفا کرے اور عدل سے اس جگہ صرف بیویوں کے درمیان عدل کرنا مراد نہیں بلکہ ان کے ہر قسم کے حقوق کا ادا کرنا مراد ہے جو تعدّ دِ ازدواج کی صورت میں انسان پر عائد ہوتے ہیں۔ پس تعدّ داز دواج کی دو شرطیں ہوئیں۔ اوّل ان جائز اغراض میں سے کسی غرض کا پیدا ہو جانا جو اسلام نے اس کیلئے مقرر کی ہیں۔ دوم انسان کا عدل کر سکنے کے قابل ہونا اور ان دونوں شرطوں کے پورا ہونے کے بغیر تعدّ دِ ازدواج پر عمل کرنے والا شخص اپنے وقت، اپنی توجہ، اپنے مال، اپنے ظاہری سلوک غرضیکہ دل کی محبت کے سوا جس پر انسان کو اختیار نہیں ہوتا باقی سب چیزوں میں اپنی بیویوں کے ساتھ بلاکم وکاست ایک سا معاملہ کرے اور غور کیا جاوے تو یہ پابندی خود ایک عظیم الشان قربانی ہے جو خاوند کو کرنی پڑتی ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اسے اپنی بیویوں میں سے ان کے ذاتی حالات اور ذاتی قابلیت کے فرق کی وجہ سے کسی سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور کسی سے کم۔ مگر پھر بھی وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنی ہر چیز کو ترازو کی طرح تول کر اپنی بیویوں میں برابر برابر تقسیم کرے اور یہ قربانی صرف خاوند ہی کی قربانی نہیں بلکہ اس قربانی میں اس کی بیویاں بھی برابر کی شریک ہوتی ہیں۔ ان حالات میں ہر عقلمند شخص سمجھ سکتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ اسلام نے تعدِّ دِ ازدواج کے معاملہ میں تعیّش کے خیال تک سے منع فرمایا ہے بلکہ اس نے اس کیلئے عملی طور پر شرطیں بھی ایسی لگادی ہیں کہ کوئی شخص ان شرطوں پر کاربند ہوتا ہوا عیش وعشرت میں پڑ ہی نہیں سکتا۔

اس موقع پر یہ ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے عربوں میں بلکہ دنیا کی کسی قوم میں بھی تعدِّ داز دواج کی کوئی حد بندی نہیں تھی اور ہر شخص جتنی بیویاں بھی چاہتا تھا رکھ سکتا تھا۔ مگر اسلام نے علاوہ دوسری شرائط عائد کرنے کے تعداد کے لحاظ سے بھی اسے زیادہ سے زیادہ چار تک محدود کر دیا۔ چنانچہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ جن نومسلموں کی چار سے زیادہ بیویاں تھیں انہیں یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ باقیوں کو طلاق دیدیں۔ مثلاً غیلان بن سلمہ ثقفی جب مسلمان ہوئے تو ان کی دس بیویاں تھیں جن میں سے چھ کو حکماً طلاق دلوادی گئی۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 437 تا 441، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

# سیرت المہدی

**(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ عنہ)**

**(1142) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی میں قیام فرما تھے اور وہاں کے لوگوں نے تجویز کی کہ مولوی نذیر حسین صاحب حضرت صاحب سے بحث کریں تو مولوی نذیر حسین نے بحث کرنے سے انکار کردیا۔ حضور نے مولوی نذیر حسین صاحب کو خط لکھا تھا کہ میں جامع مسجد میں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر دلائل بیان کروں گا۔ آپ اگر قسم کھا کر کہہ دیں کہ یہ صحیح نہیں ہیں تو پھر ایک سال کے اندر اگر آپ پر عذاب نہ آئے تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ اس کا جواب مولوی نذیر حسین نے کوئی نہ دیا۔ جواب نہ آنے پر حضور نے ایک دوسرا خط لکھا جو محمد خان صاحب اور خاکسار لے کر مولوی نذیر حسین کے پاس گئے۔ اس میں حضور نے لکھا تھا کہ کل ہم جامع مسجد میں پہنچ جائیں گے۔ اگر تم نہ آئے تو خدا کی لعنت ہوگی۔ یہ خط جب ہم لے کر گئے تو مولوی نذیر حسین نے ہمیں کہا کہ تم باہر مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس چل کر بیٹھو۔ خط انہیں دے دو۔ میں آتا ہوں۔ مولوی محمد حسین نے وہ خط کھول لیا۔ پھر مولوی نذیر حسین صاحب آ گئے اور انہوں نے مولوی محمد حسین سے پوچھا کہ خط میں کیا لکھا ہے۔ مولوی محمد حسین نے کہا میں سنا نہیں سکتا۔ آپ کو بہت گالیاں دی ہیں۔ اس وقت ایک دہلی کا رئیس وہاں بیٹھا تھا اور اس نے بھی مولوی محمد حسین کے پاس بیٹھے وہ خط پڑھ لیا تھا۔ اس نے کہا خط میں تو کوئی گالی نہیں۔ مولوی نذیر حسین نے اسے کہا تُو بھی مرزائی ہوگیا ہے۔ وہ پھر چپ ہوگیا۔ پھر ہم نے مولوی نذیر حسین سے کہا آپ نے جو کچھ جواب دینا ہو دے دیں۔ مولوی محمد حسین نے کہا ہم کوئی جواب نہیں دیتے۔ تم چلے جاؤ۔ تم ایلچی ہو۔ خط تم نے پہنچا دیا ہے۔ ہم نے کہا ہم جواب لے کر جائیں گے۔ پھر لوگوں نے کہا جانے دو۔ غرض انہوں نے جواب نہیں دیا۔ اور ہم نے سارا واقعہ حضرت صاحب کے پاس آکر عرض کردیا۔ اگلے دن ہم سب جامع مسجد میں چلے گئے۔ ہم بارہ آدمی حضرت صاحب کے ساتھ تھے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ محمد خان صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، منشی اروڑا صاحب، حافظ حامد علی صاحب، مولوی عبد الکریم صاحب۔ محمد سعید صاحب جو میر ناصر نواب صاحب کے بھانجے تھے اور خاکسار۔ باقیوں کے نام یاد نہیں رہے۔ جامع مسجد کے بیچ کے دروازہ میں ہم جا کر بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب بھی بیٹھ گئے۔ یہ یاد پڑتا ہے کہ سید امیر علی اور سید فضیلت علی سیالکوٹی بھی تھے۔ دروازے کے دائیں طرف یعنی دریچے کی طرف ہم تھے اور فرش کے ایک طرف مولوی نذیر حسین اور مولوی محمد حسین آٹھ سات آدمی تھے۔ تمام صحن مسجد کا لوگوں سے پُر تھا۔ ہزاروں آدمی تھے۔ انگریز کپتان پولیس آیا۔ کثرت ہجوم کی وجہ سے وہ گھبرایا ہوا تھا۔ اس نے حضرت صاحب سے آکر پوچھا کہ آپ کا یہاں آنے کا کیا مقصد ہے؟ شیخ رحمت اللہ صاحب نے انگریزی میں اس سے ذکر کیا کہ یہ غرض ہے کہ حضرت صاحب دلائل وفات عیسیٰ بیان کریں گے اور نذیر حسین قسم کھا کر کہہ دے کہ یہ صحیح نہیں۔ وہ پھر نذیر حسین کے پاس گیا۔ اور اُن سے پوچھا کہ تمہیں ایسی قسم منظور ہے۔ اس نے کہا کہ میں قسم نہیں کھاتا۔ اس نے آکر حضرت صاحب سے بیان کیا کہ وہ آپ کے دلائل سن کر قسم کھانے پر آمادہ نہیں اس لئے آپ چلے جائیں۔ حضرت صاحب چلنے کیلئے کھڑے ہوگئے۔ میں نے حضور کا ہاتھ پکڑ کر عرض کی کہ حضور ذرا ابھی ٹھہر جائیں اور میں نے شیخ رحمت اللہ صاحب سے کہا کہ آپ کپتان پولیس سے کہیں کہ پہلے فریق ثانی جائے پھر ہم جائیں گے۔ پھر اس نے انہیں کہا۔ اس پر وہ مصر ہوئے کہ پہلے ہم جائیں۔ غرض اس بارہ میں کچھ قیل قال ہوتی رہی۔ پھر کپتان پولیس نے قرار دیا کہ دونوں ایک ساتھ اُٹھ جائیں اور ایک دروازے سے وہ اور دوسرے سے ہم چلے جائیں۔ غرض اس طرح ہم اُٹھے۔ ہم بارہ آدمیوں نے حضرت صاحب کے گرد حلقہ باندھ لیا اور ہمارے گرد پولیس نے۔ اس وقت دہلی والوں نے اینٹ پتھر بہت پھینکے۔ نذیر حسین پر بھی اور ہم پر بھی۔ ہم دریچے کی جانب والے دروازے سے باہر نکلے تو ہماری گاڑی جس میں ہم آئے تھے دہلی والوں نے کہیں ہٹا دی تھی۔ کپتان پولیس نے ایک شکرم میں ہمیں سوار کرادیا۔ کوچ بکس پر انسپکٹر پولیس، دونوں پائیدانوں پر دو سب انسپکٹر اور پیچھے سپاہی گاڑی پر تھے۔ گاڑی میں حضرت صاحب، محمد خان صاحب، منشی اروڑا صاحب، خاکسار اور حافظ حامد علی صاحب تھے۔ پھر بھی گاڑی پر اینٹ پتھر برستے رہے۔ جب ہم چلے تو مولوی عبد الکریم صاحب پیچھے رہ گئے۔ محمد خان صاحب گاڑی سے کود پڑے اور مولوی صاحب کے گرد لوگ جمع ہوگئے تھے جو محمد خان صاحب کو دیکھ کر ہٹ گئے اور محمد خان صاحب مولوی صاحب کو لے آئے۔

**(1143) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ خاکسار دارالامان میں چند روز سے وارد تھا کہ ایک شام کو نماز مغرب کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ پانچ سات خدام سامنے حلقہ بنائے بیٹھے تھے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اس چھت کی شرقی سمت ذرا فاصلہ پر کھڑے ٹہل رہے تھے۔ وہاں سے وہ حضرت صاحب کی طرف آئے۔ ابھی بیٹھے نہ تھے کہ حضرت صاحب سے مخاطب ہوکر اور خاکسار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ پٹیالہ والا شیخ جو حضور کے سامنے بیٹھا ہے۔ ’’ایہہ ساتھوں گھٹ نیچری نہیں رہیا جے‘‘ یعنی یہ ہم سے کم نیچری نہیں رہا اور اس نے سرسید کی بہت سی کتابیں دیکھی ہیں۔ یہ حضور کی کشش ہے جو اس کو یہاں کھینچ لائی ورنہ یہ لوگ کسی کے قابو نہیں آنے والے تھے۔ یہ سن کر میں حیران رہ گیا کہ مولوی صاحب کو اس وقت حضور سے ایسا کہنے کی کیا سوجھی۔ حضرت صاحب نے مولوی صاحب کا یہ کلام سن کر معاً خاکسار کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اگر آپ نے سید صاحب کی کتابیں دیکھی ہیں تو بتاؤ آپ کو تصانیف میں سے کون سی کتابیں زیادہ پسند اور مرغوب خاطر ہوئیں۔ خاکسار نے تھوڑے تأمل کے بعد عرض کیا کہ اپنی کم علمی اور استطاعت کے باعث خاکسار سید صاحب کی کل تصانیف تو نہیں دیکھ سکا البتہ کوئی کتاب کسی صاحب سے مل گئی تو دیکھ لی یا ان کے چھوٹے چھوٹے رسالے منگا کر بھی دیکھے ہیں۔ اخبار تہذیب الاخلاق جو ایک ماہواری رسالہ کی صورت میں علی گڑھ سے شائع ہوتا تھا جس میں سید صاحب مرحوم اور مولوی چراغ علی حیدر آبادی مرحوم اور نواب مہدی علی خان صاحب مرحوم کے مضامین ہوتے تھے۔ اس کا کئی سال خاکسار خریدار بھی رہا ہے اور اسکی پچھلی جلدوں کے فائل منگوا کر بھی دیکھے ہیں۔ سید صاحب کی تصانیف میں خطبات احمدیہ اور تبیین الکلام مجھے زیادہ پسند آئیں۔ پہلی کتاب میں سید صاحب نے اپنے قیام لندن کے وقت قرآن مجید کی بعض آیات پر جو عیسائیوں نے اعتراض کئے تھے وہاں میوزیم کے پرانے کتبے اور قدیم اسناد سے ان کے جوابات دیئے ہیں جو ایک اہم اسلامی خدمت ہے۔ ایسا ہی دوسری کتاب میں صفحات کے تین کالم بنا کر ایک میں توریت۔ دوسرے میں انجیل اور تیسرے میں قرآن مجید کی متحد المضامین آیات درج کی ہیں جس سے اُن کی غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ جب وہی مضامین ان کی مسلمہ الہامی کتب میں ہیں تو قرآن مجید کے الہامی ہونے سے اُن کو انکار کا کیا حق حاصل ہے؟ خاکسار کی یہ گفتگو سن کر حضرت صاحب نے فرمایا۔ سید صاحب کی مصنفہ کتب آپ نے کیوں دیکھیں۔ خاکسار نے ذرا تأمل کے بعد عرض کیا کہ ایک پڑھا لکھا گھرانہ ہونے اور اکثر ذی علم اشخاص کی آمد و رفت اور علمی اور اخباری تذکروں کے ہمیشہ سنتے رہنے کی وجہ سے طبیعت کی افتاد ہی کچھ ایسی پڑ گئی تھی کہ سکول میں سیر وغیرہ میں جو ہم جماعت، ہم عمر لڑکے ملتے، بعض اوقات ان کے کسی مذہبی عقیدہ پر اعتراض کیا جاتا اور وہ اگر کسی اسلامی عقیدہ پر اعتراض کر دیتے تو ان کو جواب دینے کی کوشش کرتے۔ وہ لوگ چونکہ اپنے بڑوں سے سنے ہوئے فلسفہ یا سائنس کے تحت میں اعتراض کرتے تو بعض اوقات اپنا جواب خود بہت پست اور عقل کے خلاف معلوم ہوتا۔ اگر پرانی قسم کے مولویوں سے اسکے متعلق استفسار کرتے تو وہ جواب دینے کی بجائے ایسے بحث ومباحثہ سے منع کر دیتے۔ یہ بات بس کی نہ تھی۔ آخر جب سید صاحب کے اشخاص سے اس کا ذکر آتا تو وہ بحوالہ تصانیف سرسید ایسا جواب دیتے جو بظاہر معقول دکھائی دیتا۔ اس وجہ سے سید صاحب کی کتب کو دیکھنے کا شوق پیدا ہونا لازمی امر تھا۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ہماری تصانیف بھی کبھی آپ نے دیکھی ہیں۔ خاکسار نے عرض کیا کہ حضور عربی کتب تو خاکسار نہیں دیکھ سکا البتہ جو کتابیں اردو میں شائع ہوتی ہیں ان کو میں اکثر منگا کر دیکھتا ہوں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ ہماری تعلیم اور سید صاحب کی تعلیم میں آپ نے کیا فرق اور امتیاز محسوس کیا۔ حضور کے اس سوال پر ایک تردد سا پیدا ہوا اور دل میں خیال آیا کہ مولوی صاحب نے آج امتحان کا پرچہ ہی دلا دیا۔ اور بعد تأمل کے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ جیسا محدود العلم اس فرق کو کیا بیان کرسکتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہماری غرض کوئی علمی فرق یا عالمانہ رائے دریافت کرنے کی نہیں بلکہ صرف یہ بات معلوم کرنی چاہتے ہیں کہ ہر دو تصانیف کے مطالعہ سے جو کیفیت آپ کے دل نے محسوس کی اس میں آپ کیا تمیز کرتے ہیں۔ کچھ دیر تأمل کرنے کے بعد خاکسار نے عرض کیا کہ فلسفیانہ اعتراضات کے جوابات جو سید صاحب نے دیئے ہیں ان کا نتیجہ بطور مثال ایسا ہے جیسے ایک پیاسے کو پانی کی تلاش میں جنگل میں کہیں تھوڑا سا پانی مل جائے جس کے دو چار گھونٹ پی کر صرف اسکی جان کنی کی مصیبت سے بچ جائے اور بس لیکن حضور کے کلام کا یہ عالم ہے کہ جیسے پیاسے کیلئے دودھ کا گلاس جس میں برف اور کیوڑہ پڑا ہوا ہو وہ مل جائے اور وہ سیر ہوکر مسرور اور شاد ماں ہوجائے۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ اچھا کوئی مسئلہ بطور مثال بیان کرو۔ اسکے جواب میں خاکسار کو زیادہ متردد اور پریشان دیکھ کر حضور نے فرمایا کہ جلدی نہیں آپ سوچ کر جواب دیں۔ تھوڑی دیر سکوت کے بعد خاکسار نے عرض کیا کہ مثلاً معراج کا واقعہ ہے جب کوئی اس پر معترض ہوتا اور اس کے خلاف عقل ہونے کا ادعا کرتا تو جواب میں بڑی مشکل پیش آتی تھی کہ اس کو کیا سمجھائیں کہ براق کس اصطبل سے آیا تھا اور پھر وہ اب کہاں ہے اور وہ پرند چرند اور ساتواں آسمان اور عرش معلیٰ کی سیر اور انبیاء سے مکالمات اور عرصہ واپسی اتنا کہ ابھی دروازہ کی زنجیر متحرک تھی۔ اور بستر جسم کی حرارت سے ابھی گرم تھا۔ لیکن سید صاحب کی تصانیف سے معلوم ہوا کہ وہ صرف ایک خواب تھا۔ خواب میں خواہ کچھ سے کچھ عجائبات بلکہ ناممکنات بھی دیکھ لے تو از روئے فلسفہ کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ اس لئے معترض سے جان تو چھوٹ جاتی مگر اپنے دل میں معراج کی جو وقعت اور منزلت ہوتی وہ بھی ساتھ ساتھ اُٹھ جاتی بلکہ سائل اور مجیب ایک ہی رنگ میں ہوجاتے تھے۔ لیکن حضور کی تفہیم کے مطابق معراج ایک عالم کشف تھا جس کے مظاہر تعبیر طلب اور اعلیٰ پیشگوئیوں اور اخبار غیب کے حامل ہوتے ہیں جس سے معراج کی توقیر اور قدر و منزلت میں بھی فرق نہیں آنے پاتا اور معترض کو عالم کشف اور روحانی تأثرات سے اپنی لاعلمی کا احساس کرنا پڑتا ہے۔ ایسا جواب وہی دے سکتا ہے جو خود صاحب حال اور اس سے بہرہ ور ہو۔ اس پر حضور نے ایک بشاش انداز میں حضرت مولوی صاحب کو مخاطب فرمایا کہ مولوی صاحب یہ سب سوالات میں نے آپ کی خاطر کئے ہیں تا آپ کو معلوم ہوجائے کہ چونکہ ان کو ایک بات کی تلاش اور دل میں اس کیلئے تڑپ تھی اس لئے خدا نے آیت وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70)‘‘ کے مطابق ان کو اپنے مطلوب تک پہنچا دیا۔ بڑی مشکل یہی ہے کہ لوگوں میں حق کی تلاش ہی نہیں رہی۔ اور جب خواہش اور تلاش ہی کسی شخص کے دل میں نہ ہو تو اچھے اور برے کی تمیز کیسے ہو۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

**حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:**

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار ۞ جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار

اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب ۞ کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

**حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:**

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ ۞ مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ ۞ خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

# سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی (اگست، ستمبر 2023ء)

جو غلط تصور بعض غلط قسم کے مسلمانوں نے اسلام کے متعلق پیدا کر دیا ہے اور بدقسمتی سے اکثریت اس غلط قسم کے تصور پر چل رہی ہے
اس کو ہم رد کرنے والے بنیں گے اور قرآن اور حضرت محمد ﷺ کی سنت اور عمل سے یہ بتائیں گے کہ اسلام کی اصل تعلیم تو امن، پیار، محبت اور آشتی کی تعلیم ہے

ملک جرمنی کا جو قانون ہے وہ مکمل طور پر مذہبی آزادی دیتا ہے، ہم اس کیلئے حکومت کے شکرگزار ہیں، یہی وجہ ہے کہ پاکستانی لوگ یہاں آکر آباد ہوئے ان کو اپنے ملک میں مذہبی آزادی نہیں تھی

حقوق ادا کرنا اسلام کا بنیادی حکم ہے، اسلام یہ تعلیم نہیں دیتا کہ صرف اپنے حقوق کیلئے لڑو، اسلام یہ کہتا ہے کہ دوسروں کے حق ادا کرنے کی کوشش کرو
جب تم دوسروں کے حق ادا کرنے کی کوشش کرو گے تو پھر دنیا میں امن بھی قائم ہوگا اور محبت اور پیار کا معاشرہ بھی قائم ہوگا، یہی چیز ہے جس کی آج ہمیں دنیا میں ضرورت ہے

جماعت احمدیہ تو مذہبی آزادی کا صرف باتوں میں پرچار نہیں کرتی بلکہ عملاً ہم اس بات کا اظہار دنیا کے مختلف غریب ممالک میں کر رہے ہیں کہ
غریبوں کو بلاتفریق مذہب تعلیم مہیا کی جائے، ان کا علاج کیا جائے، ان کو پینے کا پانی میسر کیا جائے

تمام مذاہب کو اکٹھا رہنے کیلئے اور دنیا میں امن قائم کرنے کیلئے، معاشرہ میں پیار و محبت پھیلانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ایک دوسرے کی عزت کی جائے اور اسلام ہر مذہب کی عزت کا حکم دیتا ہے

اسلام صرف اپنی مسجد کی حفاظت کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اسلام یہ کہتا ہے کہ
چرچ کی بھی حفاظت کرنی ہے، Synagogue کی بھی حفاظت کرنی ہے، ٹیمپل کی بھی حفاظت کرنی ہے، اسلام کے نام پر جو چرچوں کو جلاتے ہیں یہ اسلام کی تعلیم نہیں ہے

صرف اپنے حق کیلئے نہ لڑیں بلکہ دوسرے کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ کریں تو پھر ہی حقیقی امن اور پیار کی فضا قائم ہوگی، ہم لوگ تو حق ادا کرنے والے اور حقیقی امن کرنے والے لوگ ہیں

**جرمنی کے شہر Karben میں مسجد صادق کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب**

۞ آپ لوگ تو سوسائٹی کے مفید وجود ہیں (Guido Rahn صاحب، میئر Karben شہر)

۞ مَیں خود اس بات کی گواہ ہوں کہ آپ کا ماٹو محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں صرف الفاظ ہی نہیں بلکہ آپ لوگ ایسا عمل بھی کرتے ہیں (Natalie Pawlik صاحبہ، ممبر جرمن پارلیمنٹ)

۞ جماعت احمدیہ کو صرف اپنے جماعت کے ممبران کی فکر نہیں ہوتی بلکہ اس بات کی بھی توجہ ہے کہ انسانیت کی مجموعی طور پر خدمت کی جائے
(Tobias Utter صاحب ممبر صوبائی ممبر پارلیمنٹ)

**تقریب میں شامل معزز مہمانان کرام کے ایڈریس**

۞ خلیفہ کا طرزِ بیان بہت ہی اچھا ہے اور آپ سے امن و سکون کی شعاعیں محسوس ہوتی ہیں، آپ کے ارشادات بہت گہرے مطالب کے حامل ہیں (Alban Krasniqi)

۞ خلیفہ کا طرزِ بیان بہت گہرا ہے اور پُر حکمت ہے جس کی وجہ سے خلیفہ کے وجود میں سکون و امن محسوس ہوتا ہے
اور آپ کے ارشادات بہت مستند معلوم ہوتے ہیں (Gabrielle Ratazzi Stoll)

۞ سب سے اہم بات خلیفہ کی خطاب کی یہ تھی کہ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے چاہئیں
اور امن کو قائم کرنے کیلئے ایک دوسرے سے رابطہ بھی رکھنا چاہئے اور احترام بھی کرنا چاہئے (Andreas Linke)

۞ مَیں جماعت احمدیہ کو لمبے عرصہ سے جانتا ہوں اور مجھے پتا ہے کہ جماعت احمدیہ جو کہتی ہے وہ عملاً کر کے بھی دکھاتی ہے (Norbert Greulich)

۞ مَیں کوئی خاص سوچ یا امید کے ساتھ یہاں نہیں آیا تھا مگر میں حیران رہ گیا ہوں کہ یہ کیسی عظیم مجلس تھی اور کتنی عظیم باتیں یہاں پر ہوئیں اور مہمان نوازی کتنی اچھی تھی، مجھے یہ بات اچھی لگی کہ خلیفہ نے جو بھی سمجھایا وہ بغیر جوش و خروش کے بڑے تحمل اور سلجھے انداز میں نہایت عمدگی کے ساتھ بیان فرمایا، خلیفہ کا وجود بہت احترام اور رواداری والا ہے (Walter Horz)

۞ مَیں یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں کہ خلیفہ کا وجود نہایت پُرسکون معلوم ہوتا ہے، خلیفہ کی شخصیت بہت پیاری ہے، شکر ہے کہ
ہمیں صرف خلیفہ کے خطاب کا ترجمہ ہی نہیں بلکہ آپ کی آواز بھی سننے کا موقع ملا کیونکہ آپ کی آواز بھی بہت خوبصورت ہے (Astrid Bergman)

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب سننے کے بعد معزز مہمانان کرام کے ایمان افروز تاثرات**

رپورٹ : مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

**29 اگست 2023ء بروز منگل**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 5 بجکر 40 منٹ پر تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور کی مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

**فیملی ملاقاتیں**

پروگرام کے مطابق صبح 11 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 37 فیملیز کے 148 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی مختلف جماعتوں سے آئی تھیں۔ بعض فیملیز بڑے لمبے سفر طے کر کے اپنے آقا سے ملاقات کیلئے پہنچی تھیں۔ جماعت Trier سے

آنے والی 208 کلومیٹر، Filderstadt سے آنے والی 222 کلومیٹر آخن سے آنے والی 263 کلومیٹر، Freiburg سے آنے والی 280 کلومیٹر اور جماعت Bocholt سے آنے والی فیملیز اور احباب 302 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے پہنچے تھے۔ جو فیملیز اور احباب Hannover سے آئے تھے وہ 337 کلومیٹر اور Waldshut سے آنے والے 368 کلومیٹر جب کہ Leipzig سے آنے والے 378 کلومیٹر اور جماعت Chemnitz سے سفر کر کے آنے والے 382 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات کیلئے پہنچے تھے۔

تقریباً یہ سبھی فیملیز ایسی تھیں یا بعض فیملیز کا ایک حصّہ ایسا تھا جو اپنی زندگیوں میں پہلی مرتبہ اپنے پیارے آقا کے دیدار اور شرف ملاقات سے فیضیاب ہو رہا تھا۔ آج کا دن ان کی زندگی میں نہایت مبارک اور برکتوں اور اللہ کے فضلوں سے بھرپور دن تھا۔ پیارے آقا سے ملاقات کے ان لمحات کو یہ لوگ اور ان کی اولادیں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔

خلیفۃ المسیح سے قرب کی یہ چند گھڑیاں ان کی ساری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ انسان کی زندگی میں چند لمحات ایسے آجاتے ہیں جو اس کی کایا پلٹ دیتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح سے قرب کے یہ چند لمحات یقیناً ایسے ہی مبارک لمحات ہیں جو ایک انسان کا دین بھی سنوار جاتے ہیں اور اس کی دنیا بھی سنور جاتی ہے اور اسے ایک نئی زندگی عطا ہوتی ہے۔

ملاقات کرنے والوں میں سے ایک دوست کاشف سہیل صاحب (جن کا تعلق ربوہ سے ہے) نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں اپنے جذبات کا اظہار کرسکوں، میرے جذبات قابو میں نہیں ہیں۔ میں بول نہیں پا رہا تھا۔ حضور نے میری مشکلات کیلئے دعا کی ہے کہ سب ٹھیک ہوجائے گا، حضور نے مجھے انگوٹھی تبرک دی ہے۔

ربوہ سے آنے والے ایک اور دوست شیخ محمد ادریس صاحب نے بھی اپنی فیملی کے ساتھ حضور انور کے ساتھ پہلی ملاقات کی۔ موصوف نے کہا کہ میں اس ملاقات کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا نور ہی نور تھا۔ حضور انور کے چہرہ پر اتنا نور تھا کہ نظر نہیں ٹھہرتی تھی۔ ہم تو دعائیں لینے آئے تھے۔ میرا جسم ابھی بھی کانپ رہا ہے۔ ہم ساری رات یہ سوچ کر سو نہیں سکے تھے کہ صبح حضور انور سے ہماری ملاقات ہے۔

ایک دوست صاحبزادہ نوید الرحمٰن صاحب جو چند ماہ قبل پشاور سے جرمنی آئے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ اپنے پیارے آقا سے ملاقات واقعی ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔

ایک دوست خرم نوید صاحب جو جماعت Darmstadt سے آئے تھے کہنے لگے میری نو سال بعد ملاقات ہوئی ہے ملاقات سے قبل ہی جذبات قابو میں نہیں تھے۔ اب مجھ سے کچھ بیان نہیں ہو رہا۔ ابھی بھی دل کی دھڑکن بہت زیادہ ہے۔ حضور نے ہمیں بہت وقت دیا یہ ملاقات اب میری زندگی بدل دے گی۔ (انشاءاللہ)

ایک صاحب بشیر احمد مجوکہ صاحب جن کا تعلق حویلی مجوکہ سرگودھا سے ہے اپنی اہلیہ کے ساتھ ملاقات کیلئے آئے تھے۔ کہنے لگے کہ ان کی زندگی میں حضور انور کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔ کہنے لگے کہ آج میرے لیے بہت ہی خوشی کا موقع تھا۔ میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ اللہ کرے کہ یہ موقع ہمیں بار بار ملتا رہے۔

بوریوالہ ضلع وہاڑی پاکستان سے تعلق رکھنے والے ایک دوست منور احمد صاحب نے بیان کیا کہ یہ ان کی پہلی ملاقات تھی۔ میں اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرسکتا۔ مجھ میں بات کرنے کی طاقت نہیں ہے میں جذبات سے مغلوب تھا۔ خدا تعالیٰ کا بے انتہا فضل ہوا کہ آج مجھے یہ ملاقات نصیب ہوئی۔

ربوہ سے آنے والے ایک دوست مختار احمد صاحب نے بیان کیا کہ ان کی حضور انور سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ آج میرے لیے خوشی کا دن ہے۔ مجھے حضور انور سے مل کر اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ ایک نوجوان احتشام مقصود صاحب جن کی عمر 18 سال ہے جرمنی کی جماعت Speyer سے آئے تھے۔ کہنے لگے کے یہ ان کی پہلی ملاقات تھی۔ میں جیسے ہی دفتر میں داخل ہوا میرے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔ مجھ سے کوئی بات نہ ہوسکی، مجھ سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت مجھے تحفہ بھی عنایت فرمایا۔

ایک دوست محمد وسیم صاحب ملک یوکرین سے آئے تھے۔ زندگی میں پہلی ملاقات تھی کہتے ہیں میرے لیے بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ میرا دل بہت دھڑک رہا تھا۔ حضور انور کو دیکھ کر رونا آجاتا تھا۔ میرے لیے بات کرنی مشکل ہو رہی تھی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام 1 بجکر 40 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

## نماز جنازہ حاضر

بعد ازاں 2 بجکر 5 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر عزیزم سرمد احمد ابن مکرم ضیاء اللہ آف روڈل ہائم فرنکفرٹ کی نماز جنازہ حاضر اور تین مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

عزیزم سرمد احمد مورخہ 24/اگست کو ناگہانی طور پر وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر گیارہ سال تھی اور چھٹی جماعت کا طالب علم تھا۔ مرحوم نے والدین کے علاوہ ایک بڑا بھائی اور ایک بڑی بہن یادگار چھوڑے ہیں۔ عزیزم سرمد نے 8 سال کی عمر میں ناظرہ قرآن کریم پڑھ لیا تھا اور نویں سپارے تک ترجمہ کے ساتھ پڑھ چکا تھا۔ مرحوم کو قرآن مجید سے بہت لگاؤ تھا۔ گذشتہ دو سالوں سے رمضان المبارک میں قرآن کریم کا ایک دور مکمل کر لیا کرتا تھا۔ اب دو مہینوں سے آن لائن قرآن پاک ترتیل سے سیکھ رہا تھا۔ قرآن کریم کی 21 سورتیں اور 22/احادیث زبانی یاد کی ہوئی تھیں اور 5 کا ترجمہ بھی سیکھ لیا تھا۔ 9 دعائیں ترجمے کے ساتھ یاد تھیں اور 5 اشعار قصیدے کے بھی یاد تھے۔ مرحوم کو خلافت سے بے حد محبت تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جرمنی تشریف آوری پر ترانہ پیش کرنے والوں کے ساتھ تھا اور وفات سے ایک دن پہلے بیت السبوح میں ترانے کی تیاری کیلئے آیا تھا۔

## نماز جنازہ غائب

(1) مکرم فضل احمد صاحب ابن مکرم نور احمد صاحب (الطاف پارک، امارت دہلی گیٹ لاہور)

8 جون 2023ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت مخلص، سادہ مزاج اور جماعت کے ساتھ وفا کا تعلق رکھنے والے انسان تھے۔ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ اپنے حلقہ میں سیکرٹری رشتہ ناطہ اور سیکرٹری تعلیم القرآن بھی تھے۔ تلاوت قرآن کریم کے پابند تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔

(2) مکرم محمد ریاض صاحب ابن مکرم سادہ خان صاحب (موضع ادرحماں تحصیل کوٹ مومن ضلع سرگودھا)

25/مئی 2023ء کو 63 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مخلص احمدی تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ نئی بیت الذکر کی تعمیر اور جماعتی سکول بنانے میں اپنے آپ کو اس طرح وقف کیے رکھا جیسے اپنا ذاتی کام ہو۔ جماعتی لحاظ سے جب بھی کسی خدمت کی ضرورت ہوتی اپنا کام چھوڑ کر فوری حاضر ہوجاتے تھے۔ نماز باجماعت کے پابند تھے۔ اپنی طاقت کے مطابق ہر ایک کی مدد کرنے والے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرمہ فرزانہ مقصود صاحبہ زوجہ مکرم مقصود احمد صاحب (گاؤں غلام حیدر ضلع عمرکوٹ)

13/مئی 2023ء کو بعمر 43 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز اور خوش اخلاق، غریبوں اور مساکین کا خاص خیال رکھتی تھیں۔ خلیفہ وقت اور جماعت سے عشق و وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ جماعتی عہدیداران اور مرکزی نمائندگان کی دل و جان سے خدمت کرتی تھیں۔ ان کا ایک بیٹا جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لواحقین سے اظہار تعزیت فرمایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے، پروگرام کے مطابق 6 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

## فیملی ملاقاتیں

آج شام کے اس سیشن میں پروگرام کے مطابق 40/فیملیز کے 136/افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان سبھی فیملیز نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج شام کے اس سیشن میں بھی جرمنی کی مختلف 31 جماعتوں اور شہروں سے فیملیز اور احباب جماعت ملاقات کیلئے پہنچے تھے۔ بعض احباب اور فیملیز بڑے لمبے سفر طے کر کے آئی تھیں۔

جماعت Ebingen اور Ulm.Donau سے آنے والے قریباً 300 کلومیٹر اور جماعت Hannover سے آنے والے 337 کلومیٹر، اوسنابروک (Osnabruck) سے آنے والے 343 کلومیٹر، Cheminitz سے آنے والے 382 کلومیٹر، جب کہ Jesteburg سے آنے والے 462 کلومیٹر لمبا سفر طے کر کے پہنچے تھے۔

ملاقات کرنے والی ان فیملیز میں سے بڑی تعداد اور اکثریت ان لوگوں کی تھی جو پاکستان سے یہاں آئے تھے اور اپنی زندگی میں پہلی بار اپنے پیارے آقا سے مل رہے تھے۔

ایک نوجوان ارسلان احمد صاحب جو سیالکوٹ سے آئے تھے اور یہاں جماعت Chemnitz کے ممبر ہیں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دل کی کیفیت کا نہ ہی پوچھیں۔ جب باہر تھا تو صبر نہیں ہو رہا تھا۔ بہت کچھ سوچا ہوا تھا مگر جب اندر گیا تو بات نہ کر پایا مگر دل کو تسلی ہوگئی۔ ان کی والدہ بھی ساتھ تھیں اور وہ جذبات سے مغلوب تھیں اور ان کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔

ایک دوست صدیق احمد صاحب پشاور سے آئے تھے ویسے ان کا تعلق افغانستان سے ہے۔ ان کی فیملی کے ساتھ حضور انور سے پہلی ملاقات تھی۔ یہ بھی جذبات سے مغلوب تھے اور بات نہیں کر پا رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے بہت دعائیں کیں کہ ہماری ملاقات ہوجائے۔ جب فون آیا تو بہت خوشی ہوئی۔

بہاولنگر پاکستان سے تعلق رکھنے والے ایک دوست نوید احمد صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھ سے تو بولا نہیں جا رہا تھا۔ میری بیٹی بھی ساتھ تھی۔ حضور نے بہت پیار کا سلوک فرمایا اور میری اہلیہ کو انگوٹھی عنایت فرمائی۔

ایک دوست رانا خالد محمود صاحب کی فیملی کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے پہلی ملاقات تھی۔ انہوں نے بتایا کہ میری دعائیں قبول ہوگئیں، بہت خوشی ہوئی، ایسا لگتا ہے جیسے زندگی کا مقصد آج پورا ہوگیا۔ بہت دعائیں کی تھیں، جب ملاقات کی اطلاع ملی تو میں نے شکرانے کے نفل ادا کیے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بہت پیار کا سلوک فرمایا، انگوٹھیاں دیں، تبرک دیا۔ میں 23 سال سے کام کر رہا ہوں، روزانہ تہجد کی نماز پڑھ کر کام پر جاتا ہوں، ہر نماز میں، میں پیارے حضور کیلئے پہلے دعا کرتا ہوں۔ اگر آپ کو کچھ چاہیے تو اللہ تعالیٰ سے مانگیں، اس کے آگے جھکیں، وہ آپ کی جھولی بھر دے گا، ورنہ تو اس دنیا کا سب مال اسباب ختم ہونے والا ہے۔

ایک دوست عرفان اللہ صاحب کی بھی فیملی کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔ موصوف کا تعلق پاکستان میں گجرات سے ہے۔ یہ کہنے لگے کہ جذبات کی تو بات ہی نہ کریں، دل 100 سے زیادہ رفتار سے دھڑک رہا ہے۔ حضور نے بہت پیار کا سلوک فرمایا۔ بچوں کو چاکلیٹس دیں، مجھے انگوٹھی دی۔ بہت زیادہ خوشی ہوئی۔

ایک دوست ماجد احمد صاحب کا تعلق بستی شکرانی، ضلع بہاولپور سے تھا۔ یہ 2018ء میں جرمنی آئے تھے۔ آج ان کی پہلی ملاقات تھی۔ آپ تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پرنور چہرے کو دیکھ کر میں بول نہیں پایا۔ حضور کی شفقت میرے اور میری فیملی کیلئے بے شمار برکات کا موجب ہے۔ پاکستان میں بستی شکرانی کے حالات بہت خراب ہیں، جماعت کی بہت مخالفت ہے، میں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی، تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں دعا کروں گا، اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ آمین

ایک دوست محمد اکرم صاحب جو بہاولپور سے آئے تھے کہنے لگے کہ آج حضور سے میری پہلی ملاقات تھی۔ حضور انور سے مل کر ایسے لگتا ہے جیسے دوبارہ دنیا میں آ گیا ہوں۔ دل کو سکون مل گیا ہے۔ حضور انور کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کی تو دل کو تسلی ہوگئی۔ شہد بھی تبرک کروایا۔

احسان احمد صاحب کا تعلق ربوہ سے ہے۔ ان کی بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پہلی ملاقات تھی۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں بہت خوش ہوں۔ میں نے سارے دل کی بات کی۔ ان کے ساتھ ان کا 9 سال کا بیٹا شاہ زیب تھا، کہنے لگا کہ مجھے یقین ہی نہیں آ رہا تھا، ایسا تھا جیسے کوئی خواب دیکھ رہا ہوں اور بس۔ پیارے حضور نے میری آمین کروائی اور مجھے گفٹس بھی دیے۔ حضور نے بہت پیار کیا۔

ایک نوجوان شہاول بلال جن کا تعلق پنڈی بھاگو سیالکوٹ سے ہے ڈیڑھ سال قبل جرمنی آئے تھے، یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں کتنے احمدی پیارے حضور سے ملاقات کیلئے ترستے ہیں، میں بہت خوش قسمت ہوں کہ مجھے آج یہ موقع مل گیا ہے۔ پاکستان کے حالات کے بارہ میں پیارے حضور کو دعا کی درخواست کی، حضور نے فرمایا دعا کریں گے۔ میں نے انگوٹھی تبرک کروائی۔

سفیر احمد صاحب 23 سال کے نوجوان ہیں۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ سمجھ ہی نہیں آرہی اور یقین ہی نہیں آرہا کہ میری ملاقات ہوگئی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جن کی ملاقات ہوئی ہے۔ میں قائد کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہا ہوں، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں جماعت کی جو خدمت کر رہا ہوں اسے جاری رکھوں۔

ایک دوست نوید احمد صاحب جن کا تعلق گنڈا سنگھ، ضلع فیصل آباد سے ہے۔ ان کی بھی فیملی کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے چہرہ کو نور سے بھرا ہوا ہے، میں دیکھ نہیں پا رہا تھا۔ میرا بیٹا 2 ماہ کا ہو رہا ہے۔ حضور نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ یہ جذبات سے مغلوب تھے اور بات نہیں کر پا رہے تھے، کہنے لگے کہ یہ میرا بیٹا وقف نو میں ہے، اب میں بھی اور میرا یہ بیٹا بھی جماعت کی ہر لحاظ سے خدمت کریں گے۔

رفیق احمد باجوہ صاحب کی عمر 71 سال ہے اور ان کا تعلق فاروق آباد سے ہے۔ یہ دو سال سے جرمنی میں ہیں۔ ان کی بھی یہ پہلی ملاقات تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پہنچایا ہے کیونکہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین ہیں۔ ملاقات کی تمنا بہت دیر سے تھی۔ حضور انور کو ٹی وی میں دیکھنا اور آمنے سامنے دیکھنا زمین و آسمان کا فرق ہے۔ حضور انور نے بہت شفقت سے باتیں کی۔ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ وجود ہیں۔

لاہور سے تعلق رکھنے والے راشد مرزا صاحب کی خلیفہ وقت سے پہلی ملاقات تھی۔ وہ اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے رو پڑے اور ان کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ کہنے لگے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پرنور چہرہ دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا، اتنا نورانی چہرہ۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دعا کیلئے لکھتے ہیں تو سب کام ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے ایک دوست منعم آفتاب صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ میری پہلی ملاقات تھی، میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ بہت خوشی ہوئی، میری والدہ کو کچھ دن ہوئے ہارٹ اٹیک ہوا تھا، دعا کیلئے عرض کیا، تو اب انشاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔ میری بیٹی کو بہت خوشی ہوئی کہ پیارے حضور نے مجھے چاکلیٹ دی تو میں نے جزاکم اللہ کہا، بہت اچھا لگا۔

رضوان احمد صاحب جرمنی کی جماعت Chemnitz سے آئے تھے۔ ان کی اور ان کی فیملی کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ کہتے ہیں کہ بہت ساری باتیں تھیں جو ہم حضور سے کرنا چاہتے تھے مگر جیسے ہی ہم حضور کے دفتر میں داخل ہوئے تو حضور کی روحانیت کے رعب سے ہم سب باتیں بھول گئے۔ ہمارا سب سے چھوٹا بچہ اتنا بیمار تھا کہ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا مگر حضور انور کی دعاؤں سے الحمدللہ زندہ ہے اور بہتر ہوتا چلا جا رہا ہے اور آج حضور نے اسکے بارہ میں دریافت فرمایا اور پھر مزید دوائی وغیرہ لینے کا ارشاد فرمایا۔

محمد اکرام صاحب اور ان کی اہلیہ جن کا تعلق میرپور خاص سے ہے اور ابھی کچھ مہینے قبل ہی جرمنی منتقل ہوئے ہیں۔ ان کی آخری ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے ہوئی تھی اور اُس کے بعد آج حضور انور سے اپنی زندگی میں پہلی ملاقات کی سعادت پا رہے تھے۔ دونوں میاں بیوی کہنے لگے کہ حضور کو دیکھ کر اور آپ سے گفتگو کر کے دل بھر آیا اور ہمیں جو پریشانیاں لاحق تھیں وہ سب اب پریشانیاں نہیں لگتیں اور ہمارے دل میں سکون پیدا ہو گیا ہے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام 8 بجکر 25 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کیلئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

نو بجے حضور انور نے تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

**30/اگست 2023ء بروز بدھ**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 5 بجکر 40 منٹ پر تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور کی مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

**تقریب افتتاح مسجد صادق**

آج Karben شہر میں ''مسجد صادق'' کے افتتاح کا پروگرام تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 4 بجکر 50 منٹ پر اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور فرنکفرٹ سے Karben کیلئے روانگی ہوئی۔ یہاں سے کاربن شہر کا فاصلہ 19 کلومیٹر ہے۔ سترہ منٹ کے سفر کے بعد 5 بجکر 7 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''مسجد صادق'' تشریف آوری ہوئی۔ یہاں کے مقامی جماعت کے افراد نے بڑے پرجوش اور والہانہ انداز میں اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ ان کیلئے آج کا دن بے انتہا خوشیوں اور برکتوں کا حامل دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم دوسری مرتبہ ان کے مسکن میں پڑے تھے۔ اس سے قبل 17/جون 2014ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں تشریف لائے تھے اور مسجد صادق کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔

آج ہر کوئی بے حد خوش تھا۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ گاڑی سے باہر تشریف لائے تو احباب جماعت نے خوشی سے نعرے بلند کیے اور بچوں اور بچیوں نے گروپس کی صورت میں خیر مقدمی دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ اس موقع پر Karben شہر کے صدر جماعت مکرم عاطف شہزاد ورک صاحب، ریجنل امیر مظفر احمد بھٹی صاحب اور یہاں کے مربی سلسلہ تحسین رشید صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا۔

بعد ازاں حضور انور نے مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کے ہال میں تشریف لے گئے اور نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے ساتھ ہی مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے جماعت کی تجنید کے بارہ میں دریافت فرمایا تو لوکل صدر صاحب جماعت نے عرض کیا کہ ہماری تجنید 280 کے قریب ہے۔

حضور انور کے استفسار پر کہ یہاں سے لوگ کام کاج کیلئے کہاں جاتے ہیں اس پر صدر صاحب نے عرض کیا کہ فرنکفرٹ جاتے ہیں اور آجکل بہت سے لوگ اپنے گھروں سے بھی آن لائن کام کر رہے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور نے اس شہر میں نئے آنے والے احباب کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ اس پر ایک نوجوان نے بتایا کہ وہ احمد خان منگلا صاحب کے بیٹے ہیں اور 2018ء میں ربوہ سے یہاں آئے تھے۔

ربوہ سے آنے والے ایک طالبعلم نے بتایا کہ وہ یہاں فی الحال کام بھی کر رہے ہیں اور ساتھ جرمن زبان کا کورس بھی کر رہے ہیں۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد سے ملحقہ کامن روم اور دفتر کا معائنہ فرمایا۔ اس دوران بچے باہر قطاروں میں کھڑے ہو چکے تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کے اُس حصہ میں تشریف لے آئے جہاں لجنہ موجود تھیں۔ یہاں بچوں نے حضور انور کی خدمت میں دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔ خواتین کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے باہر مارکی میں بھی خواتین کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ خواتین کی مارکی میں بھی تشریف لے آئے اور ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں بادام کا پودا لگایا۔

اسکے بعد ممبران مجلس عاملہ جماعت Karben اور کارکنان شعبہ سومساجد اور مسجد کی تعمیر کے دوران وقار عمل کرنے والی ٹیم نے حضور انور کے ساتھ گروپ کی صورت میں تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

مسجد صادق کے افتتاح کے حوالے سے ایک تقریب کا اہتمام مسجد سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع شہر کے ٹاؤن ہال میں کیا گیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد سے 5 بجکر 45 منٹ پر روانہ ہو کر 5 بجکر 55 منٹ پر اس ہال میں تشریف لے آئے۔ حضور انور کی آمد سے قبل اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمان اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ آج کی اس تقریب میں 91 مہمان شامل ہوئے۔ جن میں مختلف سیاسی پارٹیوں CDU، SPD، Die Grunen اور FDP کے مقامی اور صوبائی سیاستدان، Catholic Church کے نمائندے، Protestant Church کے نمائندے، Morman Culture Region کے نمائندے، پولیس، فائر بریگیڈ، وکلاء، مختلف رفاہی اداروں کے نمائندے، سپورٹس کلب اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ بدر یاسر اشرف صاحب نے کی۔ اور مکرم یاسر احمد صاحب نے اس کا جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اسکے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔

امیر صاحب نے اس شہر کے تعارف میں بتایا کہ سال 1970ء میں شہر کاربن کی پیدائش کا آغاز ہوا۔ لیکن شہر کی جڑیں اس سے بھی بہت قدیم ہیں۔ شہر کاربن کے نام کا ذکر پہلی مرتبہ 1827ء میں ملتا ہے۔

اس شہر میں 1987ء سے احمدی آباد ہونا شروع ہوئے لیکن جماعت کا باقاعدہ قیام 1988ء میں ہوا۔ آغاز میں چھ فیملیز پر مشتمل 25/افراد کی جماعت تھی اور اب یہ تعداد 276 تک پہنچ چکی ہے۔

شروع میں مختلف گھروں میں سینٹر بنا کر نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔ بعد ازاں نمازوں اور اجلاسات کیلئے ایک چھوٹا سا گھر کرایہ پر لیا گیا جو سال 2013ء تک استعمال ہوتا رہا۔ اسکے بعد شہر کے ٹاؤن ہال کے تہ خانہ میں ایک جگہ حاصل کی گئی۔ جہاں جماعت اپنے پروگرام منعقد کرتی رہی۔

کاربن (Karben) میں احمدیہ مسلم جماعت کئی سالوں سے فلاحی سرگرمیوں کی وجہ سے معروف ہے۔ سال 2013ء سے ہمارے نوجوانوں کی ذیلی تنظیم کاربن شہر کا کچرا اور گند اٹھانے کی مہم میں شامل ہے۔ اس طرح باقاعدگی سے نئے سال کے موقع پر صفائی کا اہتمام کرتی ہے۔

سال 2023ء میں مسجد کیلئے پلاٹ کے حصول کی بات چیت ہوئی اور عمارت کی ابتدائی درخواست منظور ہوگئی تو سال 2014ء میں 834 مربع میٹر کا یہ قطعہ زمین حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 7/جون 2014ء کو یہاں تشریف لاکر مسجد صادق کا سنگ بنیاد رکھا۔

نماز ہال کے ساتھ ایک ملٹی پرپز روم بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ ان دونوں کا تعمیراتی رقبہ 126 مربع میٹر ہے۔ اس کے علاوہ ایک دفتر بھی ہے اور بعض اور چھوٹے کمرے ہیں جو بطور دفاتر استعمال کیے جائیں گے۔ مسجد سے ملحقہ ایک کچن اور ایک گیسٹ روم بھی ہے۔ گنبد کا قطر چھ میٹر ہے۔ دو مینار تعمیر کیے گئے ہیں ہر ایک کی اونچائی سات میٹر ہے۔ اس مسجد کی تعمیر 7 لاکھ 50 ہزار یوروز میں مکمل ہوئی ہے۔

امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد Natalie Pawlik صاحبہ جو کہ جرمن پارلیمنٹ کی ممبر ہیں نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا میں his holiness کی خدمت میں سلام عرض کرتی ہوں۔ اسی طرح نیشنل امیر Abdullah Wagishauser صاحب اور میئر صاحب اور تمام معزز مہمانوں کو سلام پیش کرتی ہوں۔

اسکے بعد موصوفہ نے کہا کہ سب سے پہلے میں آپ لوگوں کی دعوت کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ مجھے صادق مسجد کے افتتاح کے موقع پر آپ سے مخاطب ہونے کا موقع دیا جا رہا ہے۔ احمدیہ مسلم جماعت کے ممبران کو اس مسجد کے افتتاح سے اب ایک ایسی جگہ میسر ہے جس میں وہ امن پاتے ہیں اور جس میں آپ لوگ اپنی عبادتیں وغیرہ اکٹھے مل کر بجا لا سکتے ہیں۔

بعد ازاں انہوں نے کہا کہ مذہبی آزادی جرمنی کے آئین کا ایک بنیادی حصہ ہے۔ لیکن اگر ہم مختلف ممالک کی طرف نظر دوڑائیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ حقوق ہر جگہ اس طرح سے ہر ایک کو میسر نہیں ہیں۔ لوگوں کو ان کے مذہب کی وجہ سے ظلم سہنے پڑتے ہیں۔ افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ احمدی مسلمانوں پر بھی ایسا ظلم ہوتا ہے۔ کئی ممالک میں جیسا کہ پاکستان یا برکینا فاسو میں آپ لوگوں کے پیاروں پر ظلم کیا جاتا ہے، مذہب کی وجہ سے آپ لوگوں کو گرفتار کیا جاتا ہے، آپ لوگوں کی مساجد اور قبرستان توڑ دیے جاتے ہیں۔ آپ لوگوں کیلئے امن میں رہنا ممکن نہیں اور آپ لوگوں کو اپنی جانوں کا خطرہ رہتا ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری ہے کہ ایسے حادثات کو مشہور کر دیا جائے تا کہ دنیا کو پتا چلے۔ پھر تمام جمہوریت پسند لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ آپ لوگوں کا ساتھ دیں۔ اقلیتوں کا تحفظ اصل میں امن کا ذریعہ ہوتا ہے۔ امن تب ہی مستقل طور پر قائم کیا جا سکتا ہے، جب ہم ہر ایک کیلئے ایسے حالات پیدا کریں کہ آزادی میں اور ظلم سے بچ کر رہ سکے۔

موصوفہ نے کہا مذہب کی وجہ سے ہم میں فاصلہ نہیں پیدا ہونا چاہئے۔ اس علاقہ میں ہم سب کا آپس میں

مل جل کر رہنے کا ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔ اور اس کام میں احمدیہ مسلم جماعت کا بھی ایک بہت بڑا کردار ہے۔

بعدازاں موصوفہ نے کہا کہ کچھ ماہ قبل مجھے شہر Nidda میں احمدیہ مسلم جماعت کے ساتھ ان کی سوسالہ جوبلی منانے کا موقع ملا۔ لیکن ہمارے بہت سے شہریوں کو معلوم ہی نہیں کہ اتنے لمبے عرصہ سے مسلمان ہمارے درمیان رہتے ہیں۔ اس وقت مجھے یہ موقع ملا تھا کہ میں خود اس بات کی گواہ بن سکی کہ آپ لوگوں کا ماٹو محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں صرف الفاظ ہی نہیں بلکہ آپ لوگ ایسا عمل بھی کرتے ہیں۔ آپ لوگ کچھ چھپاتے نہیں اور جرمنی میں آپ لوگ فعال ہیں اور سب سے آپ رابطے رکھتے ہیں۔ میری آپ لوگوں کیلئے یہی تمنا ہے کہ مسجد صادق میں آپ لوگ آپس میں خوشی سے ملیں اور امن قائم کرتے چلیں۔ شکریہ۔

بعد ازاں صوبائی ممبر پارلیمنٹ Tobias Utter نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو سلام پیش کیا اور خوش آمدید کہا۔ اسکے بعد تمام حاضرین کو خوش آمدید کہا۔

اسکے بعد انہوں نے کہا کے مجھے دوسری مرتبہ یہ خاص اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ میں احمدیہ مسلم جماعت کی ایک مسجد کے افتتاح کے موقع پر کچھ بیان کرسکوں۔ بطور صوبائی ممبر پارلیمنٹ میں آپ لوگوں کو سب کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

پھر موصوف نے کہا کہ احمدیہ مسلم جماعت Karben کو آج مسجد کے افتتاح کا موقع مل رہا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جرمنی میں حقیقت میں مذہبی آزادی ہر ایک کو میسر ہوتی ہے۔ یہ سہولت ہر ایک کو آجکل بھی ہر جگہ اس طرح میسر نہیں۔ یقیناً آپ کو یہ بھی سیکھنا پڑا کہ جرمنی میں تعمیراتی کام کے قانون کتنے مشکل ہیں۔ لیکن آپ نے اب مسجد مکمل کرلی ہے۔ مسجد ایک ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں عبادت کی جاسکے لیکن ساتھ ہی اس جگہ پر لوگ آپس میں ملتے بھی ہیں اور یہ ایک امن کی جگہ بھی ہوتی ہے۔ مجھے ہر بار خوشی ہوتی ہے کہ جماعت احمدیہ کو صرف اپنے جماعت کے ممبران کی فکر نہیں ہوتی بلکہ احمدی مسلمانوں کو اپنے دین میں اس بات کی بھی توجہ ہے کہ انسانیت کی مجموعی طور پر خدمت کی جائے۔ his holiness نے سوموار کو یہ بات واضح کی کہ ہمسائے کی خدمت مذہبی طور پر فرض ہے۔ مجھے تو hesse کی احمدی سوسائٹی کے فعال ممبران دیکھنے کو ملتے ہیں۔

موصوف نے پاکستان میں احمدیوں اور عیسائیوں کی مخالفت اور ان پر مظالم کا ذکر کرتے ہوئے کہا کیونکہ ایسے ظالم لوگ ناجائز طور پر مذہب کا نام استعمال کرتے ہیں تاکہ اپنے غلط کام کرسکیں اس لیے بہت سے لوگوں کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ لیکن خاص طور پر ایسے اندھیرے وقت میں خدا کے نور کی ضرورت بڑھ جاتی ہے اور پیار اور امن کی ضرورت بڑھ جاتی ہے۔ ہمیں ایسے انسانوں کی ضرورت ہے جو اتنی طاقت رکھتے ہوں جو لوگوں کے غلط نعروں سے مت گھبرائیں۔ خلیفۃ المسیح نے اپنی مختلف ملاقاتوں اور مختلف خطابات میں امن قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ یہ آپ کی تصنیف Die Weltkriese und der Weg zum Frieden سے واضح ہوتا ہے۔

آخر پر موصوف نے کہا کہ ہمارے لیے یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے کہ خلیفۃ المسیح ایک بار پھر Karben تشریف لائے ہیں اور اپنی آمد سے مسجد کے افتتاح کو خاص کردیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا گھر ہمیشہ ایک رواداری والا گھر رہے، جہاں لوگوں کی مدد کی جائے اور انہیں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی ترغیب دلائی جائے اور خدا تعالیٰ کا پیار ہم میں ظاہر ہو۔

اسکے بعد Karben شہر کے میئر Guido Rahn صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اسی طرح تمام حاضرین کو سلام عرض کرتا ہوں۔ ہمارے لیے یہ نہایت ہی اعزاز کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ کے روحانی سربراہ 2014ء کے بعد اب دوسری بار ہمارے پاس karben میں تشریف لائے ہیں۔ آج کا یہ پروگرام شہر karben کیلئے بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔

اسکے بعد میئر صاحب نے کہا کہ جس چیز کی مجھے بطور میئر ہونے کے خاص طور پر خوشی ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ اگر میں اس ہال میں اپنی نظر دوڑاؤں تو مجھے دیکھنے کو ملتا ہے کہ یہ پروگرام صرف احمدیہ جماعت کے ممبران کیلئے نہیں ہے بلکہ آپ لوگ تو صحیح رنگ میں Karben کا حصہ بن چکے ہیں۔ کیونکہ ہر طبقہ کے لوگ ادھر مل رہے ہیں۔ آپ نے تقریباً تمام سیاسی پارٹیوں کے نمائندے بلائے ہوئے ہیں، پولیس کے نمائندگان موجود ہیں، فائر بریگیڈ موجود ہے، لوکل سپورٹس کلبز کے نمائندگان حاضر ہیں۔ آپ سب سیکھ سکتے ہیں کہ Karben کے بہت سے شہریوں نے آپ کی دعوت قبول کی ہے اور آج ادھر یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ لوگ karben کا حصہ بن چکے ہیں اور integrate ہو چکے ہیں۔ احمدیہ مسلم جماعت کو karben میں 25 سال ہو چکے ہیں۔ یہ معمولی عرصہ نہیں۔ آپ لوگوں کا یہ وطن بن چکا ہے۔

بعدازاں میئر صاحب نے کہا کہ تعمیراتی کام میں صرف آپ کو ہی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑا بلکہ ہمیں بھی بہت سی رکاوٹیں پیش آتی رہتی ہیں۔ لیکن ایک بات ہمارے لیے بالکل واضح تھی اور وہ یہ کہ جس کا وطن اب ادھر ہے وہ پھر ایک عبادت گاہ بھی ادھر چاہتا ہے۔ بے شک کچھ دیر لگی ہے لیکن اب یہ کام مکمل ہو گیا ہے۔ Karben شہر میں ہم ہر ایک کو خوش آمدید کہیں گے جو ہمارے آئین کے مطابق امن میں رہنا چاہتا ہو۔ آپ لوگ تو خاص طور پر ان تمام چیزوں کا خیال رکھتے ہیں بلکہ سوسائٹی کے مفید وجود بھی ہیں۔ یہ دوسروں کو بھی دیکھنا ہوگا اور آپ لوگوں سے یہ سیکھنا ہوگا۔

اسکے بعد میئر صاحب نے کہا کہ میں اس بات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات بالکل ناقابل برداشت ہے کہ کسی پر صرف اس کے مذہب یا کسی اور قومیت ہونے کی بنا پر ظلم کیا جائے یا اسے ماردیا جائے۔ نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ اس زمانہ میں بھی ابھی تک ایسے لوگ ہماری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اسی لیے میں یہی کہتا ہوں کہ karben شہر ہر ایک کو خوش آمدید کہتا ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔

آخر پر میئر صاحب نے کہا کہ مجھے نہایت خوشی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ ہمارے ہاں موجود ہیں اور آپ سب آج یہاں آئے ہوئے ہیں۔ شکریہ۔

اسکے بعد 6 بجکر 33 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

**خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز**

تشہد و تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمام معزز مہمانان کرام، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اتنے عرصہ کے بعد جماعت احمدیہ مسلمہ کو اس شہر میں مسجد بنانے کی توفیق ملی۔ اس لیے اس شہر کے میئر، کونسلرز اور شہری سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس مسجد کو ممکن بنانے میں ہماری مدد کی۔ یہ شکریہ صرف زبانی شکریہ نہیں، بلکہ ہمارا ایک مذہبی فریضہ ہے۔ اسلام کا یہ حکم ہے، بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتے تو خدا تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتے۔ پس ایک لحاظ سے یہ ہمارا مذہبی فریضہ بھی ہے کہ ہم ان کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے اس کام میں ہماری مدد کی اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مسلمہ کو اس شہر میں ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد میسر آسکی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

عبداللہ صاحب امیر جماعت جرمنی نے اس شہر کی تاریخ بیان کرتے ہوئے ذکر کیا کہ یہ مسجد شہر کے درمیان میں ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ جہاں شہر میں دنیاوی اور مادی چیزوں کیلئے بہت زیادہ سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں وہاں ہی خدا تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کیلئے بھی جگہ ہونی چاہئے تاکہ وہ وہاں جمع ہو کر ایک خدا کی عبادت کرسکیں۔ مسجد بھی ہو، چرچ بھی ہو اور دوسرے مذاہب کی عبادت گاہیں بھی ہونی چاہئیں اور جب یہ سب اکٹھے ہوں گے تو پھر پتا چلے گا کہ مذہب ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھ کر اور تعاون سے رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ کوئی مذہب ایسا نہیں، کسی مذہب کا بانی ایسا نہیں جس نے شدت پسندی کی تعلیم دی ہو، فساد پیدا کرنے کی تعلیم دی ہو۔ تمام انبیاء ہمارے ایمان کے مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے تو خدا تعالیٰ نے انہیں یہ تعلیم دے کر بھیجا کہ تم خدا کی عبادت کرنے کی طرف توجہ دلاؤ۔ ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤ۔ امن اور پیار اور بھائی چارہ کو فروغ دینے کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤ۔ پس اس لحاظ سے یہ ایک اچھی بات ہے کہ یہاں ہمیں ایک ایسی جگہ مسجد مل گئی، جہاں ہم مرکز میں رہتے ہوئے اپنے اردگرد کے لوگوں کو اسلام کی حسین تعلیم کے متعلق بتاسکیں گے۔ جو غلط تصور بعض غلط قسم کے مسلمانوں نے اسلام کے متعلق پیدا کردیا ہے اور بدقسمتی سے اکثریت اس غلط قسم کے تصور پر چل رہی ہے، اس کو ہم رد کرنے والے بنیں گے اور قرآن اور حضرت محمد ﷺ کی سنت اور عمل سے یہ بتائیں گے کہ اسلام کی اصل تعلیم تو امن، پیار، محبت اور آشتی کی تعلیم ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مسجد کے خلاف شروع میں بعض لوگوں نے مخالفت بھی کی۔ جیسا کہ ہمارے امیر صاحب نے بتایا اور یہ ان کی مخالفت شاید ایک حد تک جائز بھی ہو کیونکہ جیسا کہ میں نے پہلے کہا انہوں نے مسلمانوں کے رویے دیکھے۔ انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں شدت پسندی پائی جاتی ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے اکثر ملکوں میں ایک دوسرے کے حق نہیں ادا کیے جارہے۔ تو شاید اس وجہ سے ان کو اعتراض ہوا ہو۔ لیکن جب وہ ہماری مسجد دیکھیں گے، ہمارے رویے دیکھیں گے، حقیقی اسلام کا نمونہ دیکھیں گے تو ان کے شکوک وشبہات مزید دور ہو جائیں گے۔ اور جیسا کہ خود لوگوں کے عمل نے ثابت کیا کہ وہی لوگ جو مخالف تھے، آج ہمارے دوست بھی ہیں اور انہوں نے مخالفت ترک کردی۔ آہستہ آہستہ اس مخالفت میں مزید کمی ہوتی جائے گی اور لوگوں کو اسلام کے بارہ میں مزید تعارف ہوتا چلا جائے گا۔ اور یہ دائرہ دوستی کا ہم امید رکھتے ہیں کہ بڑھتا چلا جائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسی طرح حکومت کی طرف سے اقلیت کی نمائندہ بھی آئیں۔ انہوں نے بڑی اچھی بات کی کہ مذہبی آزادی ہونی چاہئے اور ان کے ملک جرمنی کا جو قانون ہے وہ مکمل طور پر مذہبی آزادی دیتا ہے۔ ہم اس کیلئے حکومت کے شکرگزار بھی ہیں کیونکہ یہ مذہبی آزادی ہی ہے جس کی وجہ سے بہت سے پاکستانی لوگ یہاں آکر اس لیے آباد ہوئے کہ ان کو اپنے ملک میں مذہبی آزادی نہیں تھی۔ یہاں آکر انہیں آرام سے حکومت کی پناہ میں رہنے کی توفیق ملی تاکہ وہ مذہبی آزادی کا حق بغیر کسی روک ٹوک کے صحیح طور پر استعمال کرسکیں۔ اس لحاظ سے بہرحال ہم حکومت کے شکرگزار ہیں کہ جہاں جن ملکوں میں لوگوں کی مذہبی آزادی کو پامال کیا جاتا ہے یا کسی بھی آزادی کو پامال کیا جاتا ہے ان ملکوں میں انہیں خوش آمدید کہا جاتا ہے اور اپنے اندر جذب کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہ بھی بڑی خوش کن بات انہوں نے کی کہ یہاں مختلف مذاہب کے لوگ پیار سے رہتے ہیں اور یہی تعلیم ہے جیسا کہ شروع میں میں نے ذکر کیا کہ ہر مذہب کا بانی یہ تعلیم لے کر آیا کہ جہاں تم اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت کرو، وہاں آپس کے حقوق ادا کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حقوق ادا کرنا اسلام کا بنیادی حکم ہے۔ اسلام یہ تعلیم نہیں دیتا کہ صرف اپنے حقوق کیلئے لڑو۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ دوسروں کے حق ادا کرنے کی کوشش کرو۔ جب تم دوسروں کے حق ادا کرنے کی کوشش کروگے تو پھر دنیا میں امن بھی قائم ہوگا اور محبت اور پیار کا معاشرہ بھی قائم ہوگا۔ یہی چیز ہے جس کی آج ہمیں دنیا میں ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ممبر آف پارلیمنٹ صاحب آئے ان سے دو دن پہلے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ ان کی باتیں بھی سنیں۔ انہوں نے اپنی وہی باتیں آج ایک نئے انداز میں پیش کیں اور جماعت احمدیہ کے ساتھ تعلق کا اظہار کیا۔ اس لیے انکا بھی شکرگزار ہوں۔ اس بات کا بھی انہوں نے ذکر کیا کہ بعض جگہ پر مذہب کے نام پر خون کیے جارہے ہیں۔ جسکی کبھی مذہب اجازت نہیں دیتا۔ مذہب تو کہتا ہے دوسروں کی خدمت کرو۔ جماعت احمدیہ، جہاں جہاں ہماری جماعت قائم ہے، جہاں جہاں لوگ ہماری جماعت میں شامل ہوتے ہیں، خاص طور پر افریقہ کے ممالک میں، ساؤتھ امریکہ کے ممالک میں، وہاں ہم یہ نہیں کہ صرف احمدی مسلمانوں کی خدمت کرتے ہیں، بلکہ ہر مذہب کے ماننے والے کی ہم خدمت کررہے ہیں۔ افریقہ میں ہمارے سکول قائم ہیں،


**شعبہ نورالاسلام کے تحت**

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

ہسپتال قائم ہیں۔اسی طرح ماڈل ولیج ہم نے بنائے ہیں۔ پانی کی سہولتیں مہیا کر رہے ہیں۔اور ان سے فائدہ اٹھانے والے 80 فی صد وہ لوگ ہیں جن کا جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں، وہ عیسائی ہیں یا دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔پس جماعت احمدیہ تو مذہبی آزادی کا صرف باتوں میں پرچار نہیں کرتی بلکہ عملاً ہم اس بات کا اظہار دنیا کے مختلف غریب ممالک میں کر رہے ہیں کہ غریبوں کو بلاتفریق مذہب تعلیم مہیا کی جائے، ان کا علاج کیا جائے، ان کو پینے کا پانی میسر کیا جائے۔ہم یہاں ترقی یافتہ ممالک میں رہتے ہوئے اس بات کا تصور نہیں کر سکتے کہ صاف پانی پینے کی کیا اہمیت ہے۔ باوجود اس کے کہ حکومت کی طرف سے بار بار یہ یاددہانی کروائی جاتی ہے کہ پانی کو احتیاط سے استعمال کریں۔وہ لوگ جن کو پینے کا صاف پانی کیا میسر آنا ہے، ان کے بچوں کو تو تھوڑا سا پانی لینے کیلئے کئی کلومیٹر کا سفر کرنا پڑتا ہے۔پھر وہ ایک بالٹی سر پر اٹھا کر لاتے ہیں اور گھر کی روزمرہ ضرورت پوری کرتے ہیں۔ان ملکوں میں دور دراز کے گاؤں میں، علاقوں میں ہمارے والینٹیئر جاتے ہیں، کام کرتے ہیں، نلکے لگاتے ہیں، پمپ لگاتے ہیں اور انہیں پانی مہیا کرتے ہیں۔جب ان کے گھر کے سامنے انہیں ٹیپ واٹر مل جاتا ہے۔ پینے کا صاف پانی میسر آجاتا ہے تو ان کی خوشی دیکھنے والی ہوتی ہے۔شاید یہاں کسی کی بڑی رقم کی لاٹری نکل آئے تو اسے جتنی خوشی ہوتی ہوگی، ان کو صاف پانی دیکھ کر اتنی خوشی ہوتی ہے کہ اس تکلیف سے بچ گئے کہ اتنی دور جا کر پانی لے کر آئیں اور وہ پانی بھی گندا ہو جسے پینے کے بعد پھر بیماریاں پھیلتی ہوں۔پس جماعت احمدیہ یہ خدمات بھی دنیا میں سرانجام دے رہی ہے۔ جہاں جہاں ہماری جماعت قائم ہوتی ہے، مسجدیں بنتی ہیں وہاں ساتھ ساتھ یہ پراجیکٹ ہوتے ہیں اور کوئی ایسی شرط نہیں کہ احمدی مسلمان ہو تو یہ سہولتیں ملیں گی ورنہ نہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے اسّی فی صد وہ لوگ ہمارے پراجیکٹ سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو احمدی نہیں ہیں۔انہوں نے افغانستان کی مثال دی کہ وہاں عورتوں کے حقوق ادا نہیں کیے جارہے۔ اسلام اور قرآن کریم کی تعلیم تو یہ ہے کہ عورتوں سے حسن سلوک کرو۔ بلکہ اعلیٰ رنگ میں ان سے حسن سلوک کرو۔ قرآن کا یہ حکم ہے کہ جیسے تمہارے جذبات ہیں ویسے ہی عورتوں کے بھی جذبات ہیں۔ جیسے تمہاری خواہشات ہیں ویسی ہی ان کی بھی خواہشات ہیں۔ان کو عزت واحترام سے دیکھو اور ان کی خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ ہاں مذہبی اسلامی تعلیم کے اندر رہتے ہوئے عورتوں کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہے، ہماری احمدی عورتوں میں بہت ساری ڈاکٹرز ہیں، انجینئرز ہیں، ایگریکلچرسٹ ہیں، اکانومسٹس ہیں اور مختلف پیشوں سے وابستہ ہیں اور خدمات کیلئے باہر بھی جاتی ہیں اور اپنی زندگیاں خدمت خلق کے کام کیلئے پیش کرتی ہیں۔سو اس لحاظ سے عورتوں کے یہ سب حقوق ہیں۔اسی طرح جائیداد کا حق ہے، اسلام نے عورتوں کو ہر قسم کا حق دیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بہرحال مذاہب کی عزت بہت ضروری ہے۔تمام مذاہب کو اکٹھا رہنے کیلئے اور دنیا میں امن قائم کرنے کیلئے، معاشرہ میں پیار و محبت پھیلانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ایک دوسرے کی عزت کی جائے اور اسلام ہر مذہب کی عزت کا حکم دیتا ہے۔ میں نے گذشتہ دنوں جہاں ہماری مسجد کا افتتاح ہوا تھا، بتایا تھا کہ اسلام صرف اپنی مسجد کی حفاظت کی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ اسلام یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی چرچ پر حملہ کرے تو تم نے اس کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ اگر کوئی Synagogue پر حملہ کرے تو تم نے اس کی بھی حفاظت کرنی ہے۔اگر کوئی ٹیمپل پر حملہ کرے تو اس کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ پس یہ جو اسلام کے نام پر چرچوں کو جلاتے ہیں اور مختلف قسم کے حملے کرتے ہیں۔ یہ اسلام کی تعلیم نہیں ہے، قرآن کریم کی تعلیم تو جیسا کہ میں نے بیان کیا، اسکے بالکل خلاف ہے، وہ تو کہتا ہے ان تمام مذاہب کی حفاظت کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میئر صاحب نے بھی بہت اعلیٰ باتیں کی۔سیاسی پارٹیوں کا انہوں نے ذکر کیا کہ، آج اس مجلس میں مختلف سیاسی پارٹیوں کے لوگ شامل ہیں۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ جماعت احمدیہ اپنے آپ کو اس معاشرہ میں نہ صرف integrate کر رہی ہے بلکہ سب کو اکٹھا کر کے ایک پلیٹ فارم پر لے کر آرہی ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپس میں محبت اور پیار اور بھائی چارہ کی فضا قائم ہو۔ انسان کو بحیثیت انسان ایک دوسرے کی عزت اور احترام کرنا چاہئے۔یہی چیز ہے جو ہمیں ایک دوسرے کا حق ادا کرنے والا بنائے گی۔ یہی اسلام کا حکم ہے۔ قرآن کریم نے کہا ہے تمہارے لیے دو حکم ہیں، ایک اپنے پیدا کرنے والا کا حق ادا کرو اور دوسرا یہ کہ بندے آپس میں ایک دوسرے کا حق ادا کریں اور اس کیلئے پھر مختلف تفصیل بتائی کہ کس طرح حق ادا کرنا ہے۔ اگر یہ چیزیں پیدا ہو جائیں کہ صرف اپنے حق کیلئے نہ لڑیں بلکہ دوسرے کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ کریں تو پھر ہی حقیقی امن اور پیار کی فضا قائم ہوگی۔ پس ہم لوگ تو حق ادا کرنے والے اور حقیقی امن قائم کرنے والے لوگ ہیں۔ انہوں نے ہمسایوں کے حق کی بات کی ہے تو ہمسایوں کے حق کے بارہ میں صرف اتنا کہہ دیتا ہوں کہ بانی اسلام حضرت محمد ﷺ نے ہمسایوں کے حق پر اتنا زور دیا کہ آپ ﷺ کے صحابہ نے یہ خیال کرلیا کہ شاید وراثت کے حق میں بھی انہیں شامل کر لیا جائے گا۔تو اس حد تک اسلام کی تعلیم ہے۔ پس یہ باتیں ایسی ہیں جو پیار اور امن اور بھائی چارہ کو فروغ دیتی ہیں، اس کو پھیلاتی ہیں۔ یہی چیز ہے جس کیلئے آج ہم پوری دنیا میں کام کر رہے ہیں۔ یہی تعلیم ہے جس کیلئے ہم ہر کسی سے بلاتفریق مذہب تعلق رکھنا چاہتے ہیں اور یہی تعلیم ہے جو دنیا میں حقیقی امن اور بھائی چارہ قائم کرنے والی ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مجھے امید ہے یہ مسجد بن جانے کے بعد اس کی عمارت آپ کو مزید اسلام کی تعلیم سے روشناس کروائے گی اور آپ کو پتا چلے گا کہ اسلام کے بارہ میں بعض لوگوں نے جو غلط نظریات پیدا کر دیے ہیں، وہ ان لوگوں کے اپنے ذاتی مفادات ہیں، انکے western interests ہیں۔ ان کا اسلام کی اصل تعلیم سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام کی تعلیم تو پیار، محبت اور بھائی چارہ کی تعلیم ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے انسانوں کو یہ توفیق دے کہ وہ آپس میں پیار و محبت اور بھائی چارہ کے ساتھ رہنے والے ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے والے ہوں اور اسکی عبادت کرنے والے ہوں۔ جزاکم اللہ۔شکریہ۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

## تأثرات

آج کی اس تقریب میں شامل ہونے والے بہت سے مہمان اپنے جذبات اور تاثرات کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکے۔ یہاں بعض مہمانوں کے تاثرات پیش کیے جاتے ہیں۔

ماغیو بِک (Mario Beck) جو کہ CDU کے لوکل پارٹی لیڈر ہیں نے کہا کہ میں پہلے کبھی کسی مذہبی اور روحانی شخصیت سے نہیں ملا اور خلیفہ سے ملنا میرے لیے باعث اعزاز ہے۔ جب خلیفہ نے خطاب فرمانا شروع کیا تو مجھے اچھا لگا کہ آپ ایک عام انسان کی طرح خطاب فرما رہے تھے اور اتنی بڑی شخصیت ہونے کے باوجود آپ سے قربت محسوس ہو رہی تھی۔ مجھے یہ بات بہت اچھی لگی کے آپ نے اپنے سے پہلے مقررین کے خطابات کے بارہ میں بات کی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف اپنی بات بیان کرنے کیلئے پہلے سے کوئی تقریر نہیں تیار کی تھی بلکہ مقامی ضرورت کے مطابق ارشادات فرمائے۔ خلیفہ کا یہ فرمانا کہ مسجد کا شہر کے وسط میں ہونا بہت اچھی بات ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت ہمارے ساتھ رہنا چاہتی ہے اور پیار اور محبت کی فضا قائم کرنا چاہتی ہے۔جیسا کہ خلیفہ نے فرمایا کہ جو شروع میں مسجد کے مخالفین تھے اب ہمارے دوست ہیں یہی میں نے بھی محسوس کیا ہے کہ سب کے دلوں سے شبہات ختم ہو گئے ہیں۔ خلیفہ کے خطاب سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اسلام تشدد پسند مذہب نہیں ہے۔لوگ عموماً سعودی عرب کی طرف دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہی اسلام اصلی اسلام ہے مگر آپ کے خلیفہ نے واضح فرما دیا ہے کہ اسلام کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔

ایک مہمان خاتون مارگریٹ حاس (Margret Haas) جن کا تعلق New Zealand سے ہے مگر اب جرمنی میں مقیم ہیں۔ان کو 1998ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے جرمنی میں ہی ملنے کا موقع ملا تھا۔ انہوں نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب بہت دلچسپ تھا۔ خاص طور پر خلیفہ نے یہ جو فرمایا کہ مذاہب تو امن کا ذریعہ ہیں اور جس بھی مذہب سے کوئی تعلق رکھتا ہو اسے tolerant ہونا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کو یہ بات امن کہ قائم کرنے میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ مجھے خلیفہ نہایت عاجزی اختیار کرنے والے معلوم ہوئے۔

ایک مقامی سیاستدان اَلبان کَرِشنِقِی (Alban Krasniqi) نے کہا کہ میں نے آج سیکھا ہے کہ اسلام سب انسانیت کی بہتری چاہتا ہے۔خلیفہ کے وجود سے میں بہت متاثر ہوا ہوں اور میرے لیے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ خلیفہ سے مجھے ملنے کا موقع ملا اور اسلام کی حقیقت کے بارہ میں سیکھنے کو ملا۔ مجھے خلیفہ کی یہ بات خاص طور پر اچھی لگی کے ہمیں امن کو قائم کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کرنی چاہئے اور اس کام میں دوسروں کی مدد بھی کرنی چاہئے۔ ہمارے لیے تو یہ ایک معمولی بات ہے کہ ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے مگر آج میں نے سیکھا ہے کہ ایسے امن پسند لوگ بھی دنیا میں ہیں جن کو تکلیفیں دی جاتی ہیں اور مذہبی آزادی حاصل نہیں۔ خلیفہ نے افریقہ میں رہنے والوں اور خاص طور پر افریقن بچوں کے جو حالات بیان فرمائے اور جماعت کس طرح سے بے لوث خدمت کر رہی ہے اس سے میرا دل بھر آیا ہے۔ خلیفہ کا طرز بیان بہت ہی اچھا ہے اور آپ سے امن وسکون کی شعاعیں محسوس ہوتی ہیں۔ آپ کے ارشادات بہت گہرے مطالب کے حامل ہیں۔

ایک مہمان خاتون کرِستِینا شُوستَا (Kristina Schuster) جن کا تعلق مقامی catholic community سے ہے انہوں نے کہا کہ خلیفہ کے خطاب سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ خلیفہ کیونکہ ایک مذہبی راہنما ہیں اس لیے میں توقع کر رہی تھی کہ وہ صرف اپنے مذہب اور اس کی تعلیم اور اس کی بڑائی کی باتیں کریں گے اور اگر ایسا خلیفہ کرتے تو بھی مجھے آپ کی باتیں اچھی ہی لگنی تھیں مگر مجھے یہ بات بہت پسند آئی کہ آپ نے عمومی امور کے بارہ میں ارشادات فرمائے جن کا تعلق ہم سب سے تھا۔ خلیفہ کے خطاب کی سب سے اہم بات مجھے یہ لگی ہے کہ ہمیں ایک ساتھ امن اور پیار اور محبت کے ساتھ رہنا چاہئے اور یہ اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ عیسائیت میں ان امور کے بارہ میں زیادہ توجہ دی جاتی۔ آج خلیفہ کے خطاب سے مجھے دوبارہ ان ضروری امور کی یاددہانی ہوئی ہے۔ خلیفہ کے وجود کیلئے میرے دل میں ایک خاص تعظیم قائم ہوئی ہے۔ جس طرح ہمارے لیے پوپ سے ملنا ایک بہت بڑا اعزاز ہے اسی طرح یقیناً احمدیوں کیلئے بھی اپنے خلیفہ سے ملاقات ایک اعزاز ہوگا مگر میرے لیے بھی خلیفہ کی مجلس میں شامل ہونا بہرحال ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

ایک مہمان خاتون گابرِیئیلے راتَتسی شٹول (Gabrielle Ratazzi Stoll) جو کہ ایک رفاہی ادارہ کی کارکن ہیں انہوں نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب ایک امن کا خطاب تھا۔ مجھے آپ کے خطاب میں یہ بات بہت پسند آئی کہ اگر احترام اور ایک دوسرے کا خیال جیسے بنیادی اصول کا خیال رکھا جائے تو ہم سب امن اور محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ رہ سکتے ہیں چاہے کوئی کس رنگ، نسل یا قوم کا ہو۔ خلیفہ نے جو کچھ بنیادی اصول بیان فرمائے ہیں ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ خلیفہ کے خطاب سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ احمدیت وہ اسلام نہیں جو ٹی

eTAX SERVICE
GST Suvidha Kendra
**Reyaz Ahmed**
GST Consultant/TRP
H.O. F-43A School Road
Khanpur, New Delhi - 110062
www.etaxservice.in
reyaz.reyaz@gmail.com
98178 97856
92780 66905

**Our Services**
Income Tax Filling
GST Reg. & Return Filling
Pvt. Ltd. Reg. and Accounting Services
Trade Mark and Logo Reg. Services
FSSAI Licence for Food Vendors
MCD License
GeM and Procurement Reg.
Import Export Code

طالب دعا : ریاض احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ دہلی)

هوالشافی
**N D QAMAR HERBAL & UNANI CLINIC**
(Treatment for all kinds of Chronic Diseases)
**SINCE 1980**
Near Khilafat Gate Qadian (Punjab)
contact no : +91 99156 02293
email : qamarafiq81@gmail.com
instagram : qamar_clinic

وی اور میڈیا میں دکھایا جاتا ہے۔ خلیفہ کا طرز بیان بہت گہرا ہے اور پرحکمت ہے جس کی وجہ سے خلیفہ کے وجود میں سکون و امن محسوس ہوتا ہے اور آپ کے ارشادات بہت مستند معلوم ہوتے ہیں۔ میں اس بات سے بھی بہت متاثر ہوئی ہوں کہ خلیفہ نے یہاں تشریف لا کر صرف اسلام کا propaganda نہیں کیا بلکہ ایسے امور کے بارہ میں خطاب فرمایا جس کا تعلق سب سے ہے اور سب کیلئے ضروری ہے جس وجہ سے آپ کے خطاب کو سننے میں بہت مزا آیا۔

ایک مہمان اندریاس لنکے (Andreas Linke) تھے جو کہ مسجد کے ان ہمسائیوں میں سے ایک تھے جو شروع میں مسجد کے مخالف تھے مگر بعد میں جماعت کے دوست بن گئے۔ انہوں نے کہا کہ میرے لیے اصل مسئلہ یہ بنا تھا کہ شہری انتظامیہ نے مجھ سے سچی اور سیدھی بات نہیں کی۔ مثلاً مجھے یہ نہیں بتایا کہ جو property میں خریدنے لگا تھا اس کے ساتھ والے پلاٹ پہ ایک مسجد بننے والی ہے جو کہ ہمارے معاشرہ میں کوئی عام بات نہیں۔ پھر میرے پلاٹ کے ساتھ ایک چھوٹا سا حصہ تھا جو میں خریدنا چاہتا تھا جس کی خرید سے مجھے شہری انتظامیہ نے منع کر دیا تھا مگر بعد میں جماعت کو مسجد کی پارکنگ کیلئے دے دیا۔ اس وجہ سے مجھے ناانصافی محسوس ہوئی اور مجھے غصہ تھا۔ ورنہ تو میرا تعلق صدر جماعت ورک صاحب سے بھی اچھا ہے اور احترام والا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خلیفہ کا خطاب بہت اعلیٰ تھا کیونکہ جرمنی میں اسلام کی تصویر بہت بری ہے اور خلیفہ نے ہمیں بتایا کہ اسلام کی اصل تصویر کیا ہے۔ سب سے اہم بات خلیفہ کے خطاب کی یہ تھی کہ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے چاہئیں اور امن کو قائم کرنے کیلئے ایک دوسرے سے رابطہ بھی رکھنا چاہئے اور احترام بھی کرنا چاہئے۔

ایک مہمان نوربرت گنوئے لش (Norbert Greulich) جن کا تعلق protestant church سے ہے اور retirement کے بعد اب صرف مختلف رفاہی کام طوعی طور پر کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بہت اچھا لگا ہے کہ خلیفہ نے اپنا خطاب بڑے آرام اور تحمل سے دیا اور اپنا خطاب مقامی حالات کے مطابق دیا۔ ایک بات مجھے بہت اچھی لگی ہے کہ خلیفہ نے بہت سادہ انداز میں نہایت ہی ضروری امور کے بارہ میں خطاب فرمایا۔ خلیفہ کے خطاب کا میں نے ترجمہ ہی سنا ہے مگر ساتھ ساتھ خلیفہ کی اپنی آواز بھی سنی جو کہ بہت سکون دینے والی ہے۔ مجھے یہ بات بھی بہت اچھی لگی ہے کہ خلیفہ نے خاص طور پر آپس میں اچھے تعلقات رکھنے کی اہمیت پر توجہ دلائی ہے۔ میرے لیے اسلام احمدیت کے بارہ میں کوئی بات نئی نہیں تھی کیونکہ میں جماعت احمدیہ کو لمبے عرصہ سے جانتا ہوں اور مجھے پتا ہے کہ جماعت احمدیہ جو کہتی ہے وہ عملاً کر کے بھی دکھاتی ہے۔

ایک مہمان والٹر ہورتس (Walter Horz) جو کہ مقامی پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں کوئی خاص سوچ یا امید کے ساتھ یہاں نہیں آیا تھا مگر میں حیران رہ گیا ہوں کہ یہ کیسی عظیم مجلس تھی اور کتنی عظیم باتیں یہاں پر ہوئیں اور مہمان نوازی کتنی اچھی تھی۔ میں ساتھ والے گاؤں سے ہوں اور میری خواہش ہے کہ آپ ہمارے پاس بھی آئیں۔ مجھے یہ بات بہت اچھی لگی کہ خلیفہ نے خطاب پہلے سے تیار نہیں کیا ہوا تھا جسے انہوں نے بس پڑھ کر سنا دیا بلکہ مقامی حالات اور ضروریات کے بارہ میں خطاب فرمایا اور اپنے سے پہلے مقررین کے خطاب کو بھی اپنے ارشادات میں شامل کیا۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر مجھے یہ بات اچھی لگی کہ خلیفہ نے جو بھی سمجھایا وہ بغیر جوش و خروش کے بڑے تحمل اور سلجھے انداز میں نہایت عمدگی کے ساتھ بیان فرمایا۔ میں اس بات سے بھی متاثر ہوا ہوں کہ خلیفہ کی آمد بھی بڑی خاموشی عاجزی سے ہوئی اور کوئی تکلفانہ اور شوخ طرز نہیں اختیار کیا گیا۔ خلیفہ نے اپنی باتیں بڑے آرام سے تحمل سے اور غیر جانبدار ہو کر بیان فرمائی ہیں مگر ان کا اثر بہت گہرا ہے۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ خلیفہ کا وجود بہت احترام اور رواداری والا ہے۔

ایک مہمان گورکمین ابسارسلان (Gorkmen Absarsalan) جو کہ Hanau سے تشریف لائے تھے انہوں نے کہا کہ میں خلیفہ سے ملنے سے پہلے بہت nervous تھا اور جب آپ کو میں نے براہ راست دیکھا تو حیران رہ گیا۔ خلیفہ کا خطاب میرے لیے بہت متاثر کن تھا اور بالکل درست تھا اور بہت ضروری تھا کیونکہ جو اہم ارشادات خلیفہ نے فرمائے ہیں وہ ہم بعض دفعہ بھول جاتے ہیں۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ حضور کے خطاب کا کونسا حصہ انہیں سب سے زیادہ پسند آیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے سارے کا سارا خطاب بہت پسند آیا ہے۔ ایک بھی ایسی بات نہیں جو مجھے کم پسند آئی ہو۔

ایک مہمان خاتون استغد برگمن (Astrid Bergman) جو کہ آنے والے صوبائی الیکشن میں امیدوار ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے ایک عورت ہونے کے ناطے سے خلیفہ کے خطاب میں سب سے اچھی عورتوں کے حقوق والی بات لگی۔ اس سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ میں یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں کہ خلیفہ کا وجود نہایت پر سکون معلوم ہوتا ہے۔ خلیفہ کی شخصیت بہت پیاری ہے۔ شکر ہے کہ ہمیں صرف خلیفہ کے خطاب کا ترجمہ ہی نہیں بلکہ آپ کی آواز بھی سننے کا موقع ملا کیونکہ آپ کی آواز بھی بہت خوبصورت ہے۔

ایک مہمان خاتون زابینے (F.Sabine) جو کہ ایک سوشل ورکر ہیں انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے زیادہ تر پروگرام اور جماعت کے ماٹو 'محبت سب کیلئے، نفرت کسی سے نہیں' کی تعریف کی۔ لیکن جب ان سے پوچھا گیا کہ پروگرام کی سب سے اچھی چیز ان کو کیا لگی تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سارے پروگرام کی سب سے اچھی چیز ہمیں خلیفہ کا وجود لگا کیونکہ ان میں ایک خاص کشش ہے اور آپ ایک متاثر کن شخصیت ہیں۔

ایک خاتون مہمان لوسیا وورنر (Lucia Worner) جو کہ بینک میں کام کرتی ہیں اور ساتھ والے ایک گاؤں میں CDU پارٹی کی نمائندہ ہیں انہوں نے کہا کہ وہ بہت خوش ہیں کہ ان کو اس مجلس میں مدعو کیا گیا اور ان کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ یہ مجلس کتنی عظیم ہوگی۔ خلیفہ کے خطاب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہماری آپس میں مشترکہ چیزیں بہت زیادہ ہیں۔ خلیفہ کا خطاب اچھا لگا۔ میرے لیے عورتوں کے اسلام میں حقوق کے بارہ میں جو تعلیم ہے وہ نئی اس لیے نہیں تھی کیونکہ میں جس بینک میں کام کرتی ہوں وہاں مسلمان خواتین بھی ہیں اور ان کے ذریعہ اسلام کی عورتوں کے بارہ میں تعلیم کی حقیقت کا پتا چلتا رہا ہے۔

ان کے میاں بھی ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب ایسا تھا جو عموماً جرمنی کو سننے کو نہیں ملتا لیکن یہ ایک بہت عظیم خطاب تھا کیونکہ اس سے واضح ہوا ہے کہ ہم انسانوں میں بہت مشترکہ چیزیں ہیں جن پہ توجہ کرنے سے ہم امن کو بہتر طور پر قائم کر سکتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

.....☆.....☆.....☆.....

## بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

نبی ہونگے یا نہیں؟ اگر نبی ہونگے تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ عموماً اس سوال کے جواب میں یہی کہا جاتا ہے کہ نہیں ٹوٹے گی کیونکہ وہ امتی نبی ہونگے۔ ہمارا بھی اخبار "منصف" کے ایڈیٹر کو اور تمام غیر احمدی مسلمانوں کو یہی جواب ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اُمتی نبی ہیں۔

لیکن دونوں جواب میں ایک بہت بڑا فرق ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا جواب سو فیصد درست ہے اور ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا جواب سو فیصد غلط ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام تو اُمتی ہیں اور جو کچھ بھی آپ نے پایا آنحضرت ﷺ کی اُمت میں ہونیکی وجہ سے اور آنحضرت ﷺ کی متابعت میں اور آپؐ میں فنا ہونیکی وجہ سے پایا۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُمتی کیسے ہو سکتے ہیں؟ وہ تو بنی اسرائیل کے نبی تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آپ کے تعلق سے فرماتا ہے : وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ (آل عمران:50) کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اگر کہو کہ اُمت میں نازل ہونیکے بعد اُمتی ہو جائیں گے تو یہ دھوکا ہے کیونکہ اُمتی نبی ہونے سے مُراد یہ ہے کہ نبوت کا ملنا آنحضرت ﷺ کی متابعت کے نتیجہ میں ہو۔ وہ تو بنی بنائی نبوت لیکر اُتریں گے۔ اگر کہو کہ پہلی نبوت منسوخ ہوگی اور پھر آنحضرت ﷺ کی متابعت کے نتیجہ میں نئے سرے سے نبوت ملے گی تو یہ ثابت کرنا اخبار "منصف" کے ایڈیٹر اور ہمارے غیر احمدی مسلمان بھائیوں کے ذمہ ہے کہ نازل ہونیکے بعد حضرت عیسیٰ بن مریم قرآن وحدیث اور اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کریں گے اور پھر چالیس سال بعد انہیں نبوت ملے گی۔ اگر یہ بھی بیان کر دیں تو مہربانی ہوگی کہ اُترنے کے وقت اُن کی کیا عمر ہوگی تا اس بات کا اندازہ لگایا جا سکے کہ چالیس سال بعد جب نبوت ملے گی تو اُس وقت اُن کی عمر کیا ہوگی۔

اور بعض تو یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جب نازل ہونگے تو وہ محض ایک امتی ہونگے نبی نہیں ہونگے کیونکہ اُن کا دل گواہی دیتا ہے کہ اگر اُن کو نبی مان لیا تو واقعی ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی۔ لیکن یہ جواب بھی حد درجہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو نبوت عطا کر کے پھر چھینتا نہیں ہے۔ اس کی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ پھر اگر وہ نبی نہیں ہونگے تو اُن کو ماننا بھی فرض نہیں ہوگا کیونکہ صرف نبی کا ماننا ہی فرض ہوتا ہے۔ پھر اگر اُن کا ماننا ہی فرض نہ ہوگا تو پھر اُمت چودہ سو سال سے اُس کا انتظار کیوں کر رہی ہے؟ اور آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت کو اس کی خبر بار بار اور تکرار کے ساتھ کیوں دی؟ کیا اس لئے کہ جب وہ آئے تو بے شک اُس کو نہ ماننا۔ یہ بہت ہی مضحکہ خیز بات ہے۔

اگر کہو کہ جو پہلے سے ہی نبی تھا اس کے آنے سے ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹے گی نئے نبی کے آنے سے ٹوٹے گی تو اس پر ہمارا سوال ہوگا کہ جو پُرانا نبی آئے گا وہ ضرورت کے تحت آئے گا یا بلا ضرورت؟ اس کا ایک ہی جواب ہوگا کہ ضرورت کے تحت آئے گا کیونکہ نبی بلا ضرورت نہیں آیا کرتا۔ تو اس صورت میں ہمارے غیر احمدی بھائیوں نے نبوت کی ضرورت کو تسلیم کر لیا اور مان لیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبی کی ضرورت ہے۔

اور یہی درست ہے کہ اُمت محمدیہ کو آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبوت کی ضرورت ہے لیکن یہ نبوت اُس کو ملے گی جو امت محمدیہ کا ایک فرد ہوگا۔ بزرگانِ اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جس مسیح کی خبر دی ہے جب وہ نازل ہوگا تو وہ امتی نبی ہوگا۔ اس کی حیثیت نبی کی حیثیت ہوگی۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے نبی تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چودہ سو سال بعد مبعوث ہوئے تھے، قرآن کریم کی رُو سے فوت ہو گئے ہیں۔ اُن کا زندہ آسمان میں ہونیکا عقیدہ غلط ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جو اُنکے آنے کی خبر دی ہے دراصل اُنکے مثیل کے آنیکی خبر دی ہے۔ ہم پورے یقین اور بصیرت سے کہتے ہیں کہ یہی درست ہے، اگر نہیں تو اخبار "منصف" کے ایڈیٹر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر مضمون لکھیں اور ہم اُنکی وفات پر لکھیں گے۔ دونوں مضامین اخبار "منصف" میں شائع ہوں۔ عوام خود ہی فیصلہ کر لے گی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعی زندہ ہیں یا وفات پا گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○ پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اُترے اور فرشتے بھی اُس کے ساتھ ہوں اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔ (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67)

آئندہ شمارہ میں ہم منصف کے دیگر اعتراض کا جواب دیں گے۔ (منصور احمد مسرور)

تفسیرِ کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہِ غائر سے دیکھ رہا ہوں
اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے
بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے (علامہ نیاز فتح پوری صاحب)

## خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17 ر فروری 2023 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال 20 ر فروری کا دن جماعت احمدیہ میں کیا اہمیت رکھتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: 20 ر فروری کا دن جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے یاد رکھا جاتا ہے۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ کی بچپن میں صحت کیسی رہتی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؓ کا بچپن صحت کے لحاظ سے نہایت کمزوری میں گزرا، بیماری میں گزرا۔ آنکھوں کی تکلیف وغیرہ بھی رہی۔ نظر بھی ایک وقت میں ایک آنکھ سے جاتی رہی۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ کی دنیاوی تعلیم کیا تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے آپؓ کی تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی۔ آپؓ نے خود فرمایا کہ مشکل سے میری پرائمری تک تعلیم ہے۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر میں کتنی سورتوں کی تفسیر فرمائی ہے؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر کبیر میں اُنسٹھ (59) سورتوں کی تفسیر بیان فرمائی، ہے جو کہ دس جلدوں اور پانچ ہزار نو سو سات (5907) صفحات پر مشتمل ہے۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر صغیر کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر صغیر کے بارے میں ایک جگہ فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ اس وقت تک قرآن کریم کے جتنے ترجمے ہو چکے ہیں ان میں سے کسی ترجمہ میں بھی اردو محاورے اور عربی محاورے کا اتنا خیال نہیں رکھا گیا جتنا اس میں رکھا گیا ہے۔

سوال مشہور اہل قلم علامہ نیاز فتح پوری صاحب نے تفسیر کبیر کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب مشہور اہل قلم علامہ نیاز فتح پوری صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کو ایک خط میں لکھا کہ تفسیرِ کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہِ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تبحرِ علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسنِ استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ مَیں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا۔

سوال اخبار امروز لاہور نے تفسیر صغیر کی بابت کیا لکھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اخبار امروز لاہور نے 30 مئی 66ء کی اشاعت میں تفسیر صغیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ قرآن حکیم پوری بنی نوع انسان کیلئے رشد و ہدایت کا منبع و سرچشمہ ہے۔ ازل سے رہتی دنیا تک یہ کتاب مبین انسانوں کو دینی اور دنیوی معاملات میں عدل کا راستہ دکھاتی رہے گی اور بھولے بھٹکوں کو صراط مستقیم پر لاتی رہے گی۔

سوال اے جے آربری (A J Arberry) مشہور سکالر نے تفسیر کبیر کی بابت کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جے آربری ایک مشہور سکالر کہتے ہیں کہ قرآن شریف کا یہ نیا ترجمہ اور تفسیر ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ موجودہ جلد اس کارنامہ کی گویا پہلی منزل ہے۔

سوال ڈاکٹر چارلس ایس بریڈن صدر شعبہ تاریخ و ادب مذہبیات نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی ایونسٹن نے تفسیر کبیر کی بابت کیا فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ڈاکٹر چارلس ایس بریڈن (Charles S. Braden) صدر شعبہ تاریخ و ادب مذہبیات نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی ایونسٹن (Evanston) امریکہ نے لکھا کتاب کی طباعت نہایت عمدہ ہے، ٹائپ بھی اعلیٰ ہے اور سہولت سے پڑھا جا سکتا ہے۔ بحیثیت مجموعی انگریزی زبان کے اسلامی لٹریچر میں یہ ایک قابلِ قدر اضافہ ہے جس کیلئے دنیا جماعت احمدیہ کی از حد ممنون ہے۔

سوال اختر اورینوی صاحب نے تفسیر کبیر کی بابت کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مرزا محمود کی تفسیر کے پایہ کی ایک تفسیر بھی کسی زبان میں نہیں ملتی، آپ جدید تفسیریں بھی مصر و شام سے منگوا لیجئے اور چند ماہ بعد مجھ سے باتیں کیجئے۔

سوال مولوی ظفر علی خان صاحب نے احراریوں کو مخاطب ہو کر کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مولوی ظفر علی خان صاحب نے احراریوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ احراریو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے، مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے۔

سوال سید عبدالقادر صاحب ایم اے نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی علم فراست کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مَیں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان بہت تھوڑے مؤرخ ہیں جو حضرت عثمانؓ کے عہد کے اختلافات کی تہ تک پہنچ سکے ہیں اور اس مہلک اور پہلی خانہ جنگی کی اصلی وجوہات کو سمجھنے میں کامیاب ہوئے ہیں، حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف خانہ جنگی کے اسباب سمجھنے میں کامیابی ہوئی ہے بلکہ انہوں نے نہایت واضح اور مسلسل پیرائے میں ان واقعات کو بیان فرمایا ہے جن کی وجہ سے ایوان خلافت مدت تک تزلزل میں رہا۔

سوال جناب اختر اورینوی صاحب ایم اے صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی نے کون سا واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے متعلق پیش کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جناب اختر اورینوی صاحب ایم اے صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں: میں نے یکے بعد دیگرے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تفسیرِ کبیر کی چند جلدیں پروفیسر عبدالمنان بیدل سابق صدر شعبہ فارسی پٹنہ کالج، پٹنہ و حال پرنسپل شبینہ کالج پٹنہ کی خدمت میں پیش کیں۔ اور وہ ان تفسیروں کو پڑھ کر اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے مدرسہ عربیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے شیوخ کو بھی تفسیر کی بعض جلدیں پڑھنے کیلئے دیں اور ایک دن کئی شیوخ کو بلوا کر انہوں نے ان کے خیالات دریافت کئے۔ ایک شیخ نے کہا کہ فارسی تفسیروں میں ایسی تفسیر نہیں ملتی۔ پروفیسر عبدالمنان صاحب نے پوچھا کہ عربی تفسیروں کے متعلق کیا خیال ہے؟ شیوخ خاموش رہے۔ کچھ دیر کے بعد ان میں سے ایک نے کہا۔ پٹنہ میں ساری عربی تفسیریں ملتی نہیں ہیں۔ مصر و شام کی ساری تفاسیر کے مطالعہ کے بعد ہی صحیح رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ پروفیسر صاحب نے قدیم عربی تفسیروں کا تذکرہ شروع کیا اور فرمایا۔ مرزا محمود کی تفسیر کے پایہ کی ایک تفسیر بھی کسی زبان میں نہیں ملتی۔ آپ جدید تفسیریں بھی مصر و شام سے منگوا لیجئے اور چند ماہ بعد مجھ سے باتیں کیجئے۔ عربی و فارسی کے علماء" جو بیٹھے ہوئے تھے "مبہوت رہ گئے۔

سوال اخبار قندیل نے حضرت مصلح موعود کی تفسیر صغیر کی بابت کیا لکھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہفت روزہ قندیل 19 ر جون 1966ء میں لکھتا ہے کہ "انجمن حمایت اسلام لاہور اور تاج کمپنی لمیٹڈ کی طرف سے قرآنِ حکیم کی طباعت میں جو خوش ذوقی کا ثبوت دیا جاتا رہا ہے وہ قابلِ تحسین ہے۔ تفسیر صغیر کی اشاعت سے اس روح آفرین سعی میں اضافہ ہوا ہے...... تفسیر صغیر میں ترجمہ اور تفسیر امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ ترجمہ اور حواشی کی زبان عام فہم ہے تا کہ ہر علمی استعداد کا آدمی اس سے مستفید ہو سکے۔ ترجمہ اور تفسیر میں یہ التزام بھی ہے کہ جملہ تفاسیر متقدمین آخر تک پیشِ نظر رکھی گئی ہیں...... قرآنِ مجید کو اس خوبصورتی سے طبع کرا کے شائع کرنا ایک بہت بڑی خدمت اسلام ہے۔

......☆......☆......☆......

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت صحابہ کرام کی سیرت کا دلنشین بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس مرتبہ سلامتی بھیجتا ہے
پس اب تمہاری مرضی ہے کہ مجھ پر کم درود بھیجو یا زیادہ درود بھیجو

## خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24 ر فروری 2023 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت عامر بن ربیعہؓ کے کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عامر بن ربیعہؓ کے والد کا نام ربیعہ بن کعب بن مالک بن ربیعہ تھا۔ 8 ر ہجری میں جنگِ ذاتُ السَّلَاسِل میں حضرت عامر بن ربیعہؓ بھی شامل تھے اور اس میں آپؓ کے بازو پر تیر لگا جسکی وجہ سے آپؓ زخمی ہو گئے۔ جب حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں خیبر کے علاقے سے یہود کو نکال دیا تو وادیٔ قریٰ کی زمینیں آپؓ نے جن لوگوں میں تقسیم فرمائیں ان میں حضرت عامر بن ربیعہ بھی تھے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سریہ میں جاتے تھے تو آپکے پاس کیا زادراہ ہوتا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت عامر بن ربیعہؓ نے بتایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کسی سریہ میں روانہ فرماتے تھے تو ہمارے پاس زادِ راہ صرف کھجور کا ایک تھیلا ہوتا تھا۔ امیرِ لشکر ہمارے درمیان ایک مٹھی بھر کھجور تقسیم کر دیتے تھے اور آہستہ آہستہ ایک ایک کھجور کی نوبت آجاتی تھی پھر آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہونے لگتی تھی تو سفر میں پھر ایک کھجور ایک آدمی کو ملا کرتی تھی۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا۔ ابا جان! ایک کھجور کیا کفایت کرتی ہو گی؟ اس سے پیٹ کیا بھرتا ہو گا؟ انہوں نے کہا پیارے بیٹے! ایسا نہ کہو کیونکہ اسکی اہمیت ہمیں اس وقت معلوم ہوتی جب ہمارے پاس وہ بھی نہ ہوتی تھی۔

سوال حضرت عامر بن ربیعہؓ کی وفات کب ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عامر بن ربیعہؓ کی وفات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک آپؓ کی وفات حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی اور بعض کے مطابق 32 ر ہجری میں ہوئی جبکہ بعض کے نزدیک 33 ر ہجری میں ہوئی۔ بعض کے نزدیک 36 ر ہجری میں اور بعض کے نزدیک 37 ر ہجری میں ہوئی۔ علامہ ابن عساکر کے نزدیک 32 ر ہجری والی روایت زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ آپؓ کی وفات کے بارے میں روایت میں یہ بھی بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپؓ اپنے گھر میں رہا کرتے تھے یہاں تک کہ لوگوں کو آپؓ کے بارے میں کوئی خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ جب آپؓ کا جنازہ گھر سے نکلا۔

سوال سفر میں کس طرف رخ کر کے نماز ادا کرنی چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن عامر اپنے والد حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے سفر میں اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر رات کو نفل پڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرف منہ کیے ہوئے تھے جس طرف اونٹنی آپؐ کو لیے جا رہی تھی۔

سوال نماز اگر غلط فہمی کی بناء پر قبلہ رخ سے الٹی ادا کر دی تو کیا اس کا گناہ ہو گا؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اندھیری رات میں سفر میں تھا۔ ہم ایک مقام پر اترے تو ایک شخص نے پتھر اکٹھے کیے اور نماز کیلئے جگہ بنائی اور اس میں نماز پڑھی۔ صبح معلوم ہوا کہ ہمارا رخ غیر قبلہ کی طرف تھا۔ قبلے سے الٹا تھا۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! ہم نے رات کو قبلے سے ہٹ کر نماز پڑھی ہے۔ اس پر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ:116) کہ اور اللہ ہی کا ہے مشرق بھی اور مغرب بھی، پس جس طرف بھی تم منہ پھیرو وہیں خدا کا جلوہ پاؤ گے۔

**سوال** رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو درود بھیجنے کے کیا فائدے ہیں؟

**جواب** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس مرتبہ سلامتی بھیجتا ہے۔ پس اب تمہاری مرضی ہے کہ مجھ پر کم درود بھیجو یا زیادہ درود بھیجو۔

**سوال** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت حرام بن ملحانؓ کی بابت کیا بیان فرمایا؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن ابی طلحہؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت انسؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماموں حضرت حَرام بن مِلحَانؓ کو جو اُمّ سُلَیم کے بھائی تھے ستّر سواروں کے ساتھ بنو عامر کی طرف بھیجا۔

**سوال** حضور انور نے عامر بن فُہَیرہؓ کی بابت کیا فرمایا؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: بئر معونہ کے موقعہ پر شہید ہونے والے صحابہ میں حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام اور اسلام کے دیرینہ فدائی عامر بن فُہَیرہ بھی تھے۔ انہیں ایک شخص جَبّار بن سَلْمٰی نے قتل کیا تھا۔ عامر بن فُہَیرہ کو شہید کیا تو ان کے منہ سے بے اختیار نکلا فُزْتُ وَاللّٰہِ۔ یعنی خدا کی قسم میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا ہوں۔

**سوال** رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک صبح کی نماز میں کس کیلئے دعا کرتے رہے؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: ایک اَور روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک صبح کی نماز میں ان یعنی بنی سُلَیم کے دو قبیلوں رِعْل اور ذَکْوَان کے خلاف دعا کرتے رہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ یہ قنوت کی ابتدا تھی۔ اس سے قبل ہم قنوت نہیں کیا کرتے تھے۔

**سوال** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت سعد بن خولہ کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

**جواب** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت سعد بن خَولہؓ کا تعلق قبیلہ بنو مالک بن حسل بن عامر بن لوئی سے تھا۔ بعض کے نزدیک آپ بنو عامر کے حلیف تھے۔ آپ اہل فارس میں سے ہیں جو کہ یمن میں آکر آباد ہوئے۔ اسماعیل بن محمد بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائب بن عمیر القاری کو حکم فرمایا کہ اگر سعد بن خولہ مکہ میں وفات پا جائیں تو انہیں مکے میں دفن نہ کیا جائے۔

**سوال** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اَبُواُلہَیثَم بن اَلتَّیِّہَانؓ کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: اَبُواُلہَیثَم بن اَلتَّیِّہَانؓ کے بھائی کا نام حضرت عُبَید بن عُبید یا حضرت عَتِیک بن اَلتَّیِّہَان تھا۔ جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابواُلہَیثَمؓ اور حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ کو قبیلہ بنی عبدالاَشْہَل پر نقیب مقرر فرمایا تھا۔ آپؓ جنگ میں دو تلواریں لٹکایا کرتے تھے اس وجہ سے آپؓ کو ذوالسیفین بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ’’جنگ صِفِّین میں حضرت علیؓ کی طرف سے ہو کر لڑے اور شہادت پائی۔

**سوال** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عاصم بن ثابتؓ کے کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

**جواب** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت عاصم بن ثابتؓ کے ایک بیٹے محمد تھے جو کہ ہند بنتِ مالک کے بطن سے تھے۔

**سوال** حضور انور نے حضرت سَہْلِ بنِ حُنَیف انصاریؓ کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سو اونٹ اور اونٹنیاں اور دو گھوڑے تھے ان میں سے ایک پر حضرت مقداد بن اسودؓ سوار تھے اور دوسرے پر حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت سَہلِ بن حُنَیفؓ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ راستے میں ان اونٹنیوں پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ اور حضرت مَرثَد بن ابی مَرثَد غنویؓ جو حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کے حلیف تھے یہ سب باری باری ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

**سوال** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبار بن صخر کی بابت کیا بیان فرمایا؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: سریہ حضرت علیؓ بطرف بنوطَیٍّ جو ربیع الآخر نو ہجری میں ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ڈیڑھ سو افراد کے ہمراہ بنوطَیٍّ کے بت فُلُس کو گرانے کیلئے روانہ فرمایا۔ آپ نے اس سَرِیّے کیلئے حضرت علیؓ کو ایک کالے رنگ کا بڑا جھنڈا دیا اور سفید رنگ کا چھوٹا پرچم عطا فرمایا۔ حضرت علیؓ صبح کے وقت آلِ حاتم پر حملہ آور ہوئے اور ان کے بت فُلُس کو منہدم کر دیا۔ حضرت علیؓ بنوطَیٍّ سے بہت سارا مال غنیمت اور قیدی لے کر مدینہ واپس آئے۔ اس سَرِیّے میں لواء حضرت جَبّار بن صَخرؓ کے پاس تھا۔ اس سریے میں حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں سے رائے مانگی تو حضرت جبار بن صخرؓ نے کہا کہ رات ہم اپنی سواریوں پر سفر کرتے ہوئے گزاریں اور صبح ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیں۔ حضرت علیؓ کو آپ کی یہ بات پسند آئی۔

......☆......☆......☆......

## نماز باجماعت کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**جماعت کے ساتھ نماز، تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ افضل ہے۔**

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ)

# نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22؍جولائی 2023ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نمازِ جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

### نماز جنازہ حاضر

**☆مکرم چودھری ظفر اقبال صاحب (جرمنی)**

10؍جولائی 2023ء کو 73 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ لمبا عرصہ تک جرمنی میں مقیم رہے اور وہاں خدمت کی بھی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، دیندار، ہمدرد، خوش گفتار، چندوں میں باقاعدہ، خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ شامل ہیں۔ آپ مکرم ابرار احمد بیگ صاحب (واقف زندگی کارکن ایم ٹی اے پروڈکشن ٹیم) کے خالو تھے۔

### نماز جنازہ غائب

**(1) مکرمہ منیرہ آفتاب سنوری صاحبہ**
**اہلیہ مکرم علی حسن آفتاب سنوری صاحب (راولپنڈی)**

یکم مئی 2023ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھتیجی تھیں۔ مرحومہ کا بچپن قادیان میں گزرا۔ پارٹیشن کے بعد راولپنڈی میں آباد ہوئیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ سب بچوں کی اچھی تربیت کی اور انہیں تعلیم دلوائی۔ خلافت کے ساتھ احترام اور عقیدت کا گہرا تعلق تھا اور بچوں کو بھی خلافت کے ساتھ وابستگی کی تلقین کرتی تھیں۔ آپ نے راولپنڈی میں صدر حلقہ کے علاوہ لجنہ کے مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم لقمان احمد سنوری صاحب (کارکن حفاظت مرکز اسلام آباد) کی والدہ تھیں۔

**(2) مکرم ناصر احمد صاحب**
**(ابن مکرم چودھری خیر دین صاحب، ربوہ)**

10؍مئی 2023ء کو 65 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے ربوہ میں اپنے حلقہ کے سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

**(3) مکرم ملک راشد احمد صاحب (نواب شاہ، سندھ)**

یکم جنوری 2023ء کو 65 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مولوی مہر دین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے، مکرم ملک مبرور احمد صاحب ایڈووکیٹ شہید کے بڑے بھائی اور مکرم ملک مبارک احمد صاحب مرحوم اسیر راہ مولیٰ کے بیٹے تھے۔ آپ خود بھی چند دن اسیر رہے۔ آپ نے مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، نرم مزاج، ملنسار، ہمدرد مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

**(4) مکرم چودھری نصیر احمد صاحب**
**ابن مکرم چودھری حیات محمد صاحب (ربوہ)**

31؍مئی 2023ء کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلافت کے فدائی ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ 1998ء سے امیر جماعت فیصل آباد کی راہنمائی میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ کئی میل کا سفر کر کے سینکڑوں لوگوں تک پیغام حق پہنچایا۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

**(5) مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم حمید احمد صاحب مرحوم**
**(محلہ دارالیمن غربی، حلقہ شکر ربوہ)**

14؍مئی 2023ء کو 73 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ پنجگانہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، صابرہ وشاکرہ، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، اطاعت گزار مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ انتہائی محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ ربوہ میں اپنے حلقہ کی لجنہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ بہت سارے بچوں کو یسرنا القرآن اور قرآن کریم بھی پڑھاتی رہیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم حافظ عبدالمجید طاہر صاحب (مربی سلسلہ متخصص علم الحدیث) آجکل نظارت اصلاح وارشاد دعوت الی اللہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

**(6) عزیزم طاہر رحمان ابن مکرم طارق وسیم صاحب**
**(محلہ باب الابواب شرقی، ربوہ)**

21؍مئی 2023ء کو 18 سال کی عمر میں ایک حادثے میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی عبدالقادر لدھیانوی صاحب رضی اللہ عنہ کے خاندان میں سے تھے۔ آپ نے خدام الاحمدیہ کی طرف سے حلقہ کی سطح پر بطور منتظم امور طلبہ خدمت کی توفیق پائی۔ ہر کام میں لبیک کہنے والے صف اول کے خادم تھے۔ آپ خدمت گزار، نیک فرمانبردار اور شریف النفس نوجوان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین اور ایک بہن شامل ہیں۔ آپ مکرم فرحت علی صاحب (مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ) کے بھانجے تھے۔

**(7) عزیزم عاشر احمد عاطف ابن مکرم ناصر احمد صاحب**
**(محلہ باب الابواب شرقی، ربوہ)**

21؍مئی 2023ء کو 16 سال کی عمر میں ایک حادثے میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ وقف نو کی تحریک میں شامل تھے۔ مرحوم میٹرک کے طالب علم تھے۔ آپ کو جماعتی کام کرنے کا بہت شوق تھا۔ ہر جمعرات کو اپنے چچا کے ساتھ جا کر مسجد کی صفائی کیا کرتے تھے۔ 2019ء میں عزیز کے والد بچوں کی پڑھائی کیلئے ربوہ شفٹ ہو گئے۔ مرحوم ربوہ آکر بھی جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ محلہ میں اگر کسی کو کوئی بھی ضرورت ہوتی تو فوراً مدد کیلئے پہنچ جاتے تھے۔ آپ مرکزی سطح پر جماعتی پروگراموں میں بھی ڈیوٹیاں دیا کرتے تھے۔ حلقہ میں نائب منتظم مال اور سائق کے عہدے پر کام کر رہے تھے۔ بہت ذوق وشوق سے پنج وقتہ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ مرحوم کی والدہ ربوہ میں اپنے حلقہ میں سیکرٹری اصلاح وارشاد کے طور پر خدمات بجا لا رہی ہیں۔ پسماندگان میں والدین اور ایک بہن شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین ☆☆

**وصـــایا** منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

**مسل نمبر**5588: میں سیبو خان ولد مکرم قمر خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار تاریخ پیدائش 1975ء پیدائشی احمدی ساکن تالبرکوٹ گووند پور ضلع ڈھینکانال صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 اگست 2023ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: چالیس ڈسمل کھیتی زمین خسرہ 4843/822 دو کمرہ پر مشتمل ایک مکان اس زمین میں ہے۔ میرا گزارہ آمد از کاروبار ماہوار 2400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: آزاد خان　　العبد: سیبو خان　　گواہ: نعیم خان

**مسل نمبر**11503: میں عافیہ رشید بنت مکرم میر عبدالرشید صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 13 مئی 2000ء پیدائشی احمدی ساکن یاری پورہ کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 جون 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فاروق احمد ناصر　　الامۃ: عافیہ رشید　　گواہ: رفیق احمد بیگ

**مسل نمبر**11514: میں عطیہ ربی ناز زوجہ مکرم عبدالرحیم خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 20 اپریل 1996 پیدائشی احمدی ساکن دھون ساہی پوسٹ آفس سونگڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 اگست 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 25 گرام 22 کیریٹ زیور نقرئی 8 تولہ حق مہر 45000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ ہارون رشید　　الامۃ: عطیہ ربی ناز　　گواہ: عبدالرحیم خان

**مسل نمبر**11517: میں رام بہادر نیپالی ولد مکرم ٹیک بہادر نیپالی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ درزی عمر 55 سال تاریخ بیعت 2018 ساکن آئی بی آر ڈی ضلع کنجن پور نیپال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے ایک کٹھہ 15 دھور گھرپڑی کی زمین ہے جس کی قیمت تقریباً 1750000 روپے نیپالی ہے۔ میرا گزارہ آمد از کاروبار ماہوار 3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: امام حسین احمد　　العبد: رام بہادر نیپالی　　گواہ: ثمین احمد

**مسل نمبر**11518: میں کامران احمد اعجاز ولد مکرم محمود احمد پرویز صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت تاریخ پیدائش 3 دسمبر 1994 پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 07 جولائی 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 80000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سفیر احمد بھٹی　　العبد: کامران احمد اعجاز　　گواہ: رفیق احمد بیگ

**مسل نمبر**11519: میں عطاء الشافی ولد مکرم مقصود احمد تبسم صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 31 مارچ 1999 پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 جولائی 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مظفر احمد ندیم　　العبد: عطاء الشافی　　گواہ: نبیل احمد بھٹی

**مسل نمبر**11520: میں Man Sing Gurung ولد مکرم H Belas Gurung صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 4 اکتوبر 1989 تاریخ بیعت 2012ء ساکن سکّم بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 جون 2022ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 20000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر الدین　　العبد: Man Sing Gurung　　گواہ: عبدالسلام

**مسل نمبر**11521: میں صبورہ سلطانہ زوجہ مکرم جنید احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 14 اکتوبر 1993 تاریخ بیعت 2002ء ساکن اوکھرا باڑی، کگُر مارا، پوسٹ رادھا مادھابت ضلع ساؤتھ شالمارا آسام بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 3 بھری 22 کیریٹ زیور نقرئی 5 بھری حق مہر 10500 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ:۔ ناصر الدین　　الامۃ: صبورہ سلطان　　گواہ: جنید احمد

**مسل نمبر**11522: میں ذاکر حسین ولد نعیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈرائیور تاریخ پیدائش 2 فروری 1995 پیدائشی احمدی ساکن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن پشپنجا بلڈنگ پانی ہاؤس نزد شیو مندر Gangtok سکّم بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 مارچ 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 12000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر الدین　　العبد: ذاکر حسین　　گواہ: عبدالسلام

**مسل نمبر**11523: میں سید نثار احمد ولد مکرم مرحوم ناصر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ بینکر تاریخ پیدائش 14 مارچ 1984 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: فلیٹ نمبر 1، سائی مندر، سوامی نگر 5th سٹریٹ، صوبہ چنئی مستقل پتہ: N4 290(F) آئی آر سی ولیج بھوبینیشور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 اپریل 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 91000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: وائی ظفر اللہ احمد　　العبد: سید نثار احمد　　گواہ: ایم۔وائی محمد وسیم احمد

**مسل نمبر**11524: میں شائستہ جبین زوجہ مکرم سید نصار احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تایخ پیدائش 27 مئی 1995 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: فلیٹ نمبر 1، سائی مندر، اے کے سوامی نگر 5th سٹریک صوبہ چنئی مستقل پتہ: N4 290(F) آئی آر سی ولیج بھوبینیشور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 اپریل 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 3 نیکلیس 52.5 گرام، 2 بینگلز 21.00 گرام، چین اور لاکٹ 12.62 گرام۔ دس انگوٹھیاں 22.55 گرام، 4 کان کی بالیاں 23.00 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رضوانہ مبارک　　الامۃ: شائستہ جبین　　گواہ: ایم وائی محمد وسیم احمد

طالبِ دعا: عطاء الرحمٰن (بھاٹی پوٹا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

طالبِ دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
*Our Corporate office*
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان — Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 21 - September - 2023 Issue. 38

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

**ANNUAL SUBSCRIPTION** : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro ( **WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

**خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جن کی صرف نیک یادیں ہوتی ہیں، جو نافع الناس ہوتے ہیں، جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کا عملی نمونہ ہوتے ہیں، وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے اور خلافت احمدیہ سے حقیقی وفا کرنے والے ہوتے ہیں**

# محترمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ بنت حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

## خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15 ستمبر 2023ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو انسان بھی اس دنیا میں آیا اس نے ایک وقت گزار کر اس دنیا سے رخصت ہو جانا ہے۔ لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جن کی صرف نیک یادیں ہوتی ہیں، جو نافع الناس ہوتے ہیں، جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کا عملی نمونہ ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے اور خلافت احمدیہ سے حقیقی وفا کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ جو حقوق العباد کی ادائیگی کی حتی المقدور کوشش کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کوشاں رہنے والے ہوتے ہیں۔ جن کیلئے ہر زبان سے صرف تعریفی کلمات نکلتے ہیں اور یوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اس وقت میں ایسے ہی ایک وجود کا ذکر کرنے لگا ہوں، یہ ذکر ہے مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ کا جو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی بیٹی اور صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بہو تھیں۔ یہ رہتی تو قادیان میں تھیں، لیکن گذشتہ دنوں اپنی بیٹیوں کے پاس ربوہ آئی ہوئی تھیں جہاں 96 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1/9 حصے کی موصیہ تھیں۔

1951ء کے جلسہ سالانہ کے موقعے پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کا نکاح صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ساتھ پڑھایا تھا۔ رخصتانے کے وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کی بجائے، لڑکی والوں کی طرف سے شامل ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مرحومہ کو تین بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا تھا۔ ایک بیٹی امۃ العلیم صاحبہ اس وقت صدر لجنہ پاکستان ہیں، جو مکرم منصور احمد خان صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی اہلیہ ہیں۔ دوسری بیٹی امۃ الکریم صاحبہ کیپٹن ماجد صاحب کی اہلیہ ہیں۔ تیسری بیٹی امۃ الرؤوف صاحبہ ڈاکٹر ابراہیم منیب صاحب کی اہلیہ ہیں۔ مرزا کلیم احمد ان کے بیٹے ہیں جو امریکہ میں رہتے ہیں۔

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب جب اپنی شادی کے وقت پاکستان آئے ہوئے تھے اور ابھی ان کی شادی کو چند دن ہی ہوئے تھے اور آپ اپنی اہلیہ کو قادیان ساتھ لے کر جانے کیلئے کاغذات تیار کروا رہے تھے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا کہ بیوی کے کاغذات تو بنتے رہیں گے تم اسے چھوڑو اور فوری طور پر قادیان واپس چلے جاؤ کیونکہ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا کوئی فرد ہونا چاہئے۔ فرمایا فوری طور پر جہاز میں سیٹ بُک کرواؤ اور اگر جہاز نہیں ملتا تو بھی تمہارا جانا ضروری ہے خواہ جہاز چارٹر ہی کیوں نہ کروانا پڑے۔ فرمایا اگر تم نے اپنا نمونہ پیش نہ کیا اور قربانی نہ دی تو لوگ کس طرح قربانی دیں گے۔

جہاں یہ قربانی صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تھی، وہیں امۃ القدوس صاحبہ کی بھی قربانی تھی۔ یہ پتا نہیں تھا کہ کب کاغذات مکمل ہوں گے، حالات کشیدہ تھے، اس سب کے باوجود خلیفہ وقت کا حکم تھا اس لیے بڑی خوشی سے اپنے خاوند کو رخصت کیا اور دین کو دنیا پر مقدم کیا۔

مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ کے کاغذات مکمل ہونے میں تقریباً ایک سال لگا اور جب آپ قادیان جانے لگیں تو آپ فرماتی ہیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجھے ہدایت کی کہ اُمِ ناصر کے مکان میں رہنا جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کثرت سے قدم پڑے ہیں اور ان کے صحن میں حضور نے درس بھی دیا ہوا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو یہ بھی نصیحت فرمائی کہ لجنہ کی جماعتوں کو اکٹھا کرنا ہے۔ چنانچہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ نے قادیان جا کر جماعت کی خواتین کو اکٹھا کرنے اور ان سے ہمدردیاں کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ آپ جاتے ہی جنرل سیکرٹری قادیان بنیں، پھر 1955ء میں صدر لجنہ مقامی اور پھر صدر لجنہ اماء اللہ بھارت بنیں۔ 1999ء تک آپ اس خدمت پر مامور رہیں۔ آپ کی ان خدمات کا عرصہ 46 سال بنتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے لندن پہنچنے کے بعد پہلے خطبہ جمعہ میں یورپ میں اشاعتِ اسلام کے دو مراکز قائم کرنے کیلئے مالی قربانی کی تحریک کا اعلان فرمایا تو مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ جو صدر لجنہ بھارت تھیں، آپ کی سربراہی میں لجنہ بھارت نے بڑھ چڑھ کر قربانی کی توفیق حاصل کی۔ آپ نے خود بھی اپنا سارا زیور اس تحریک میں پیش کر دیا۔

1991ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ قادیان تشریف لے گئے تو اس موقعے پر آپ رحمہ اللہ نے لجنہ قادیان کی مالی قربانیوں کا بڑے دلکش انداز میں ذکر فرمایا۔ امۃ القدوس صاحبہ نے قرآن کریم کی بڑی خدمت کی۔ قادیان کی 250 بچیوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ بھارت میں جن بچیوں نے ایف اے وغیرہ کیا ہوتا وہ تین تین ماہ کیلئے قادیان آ کر رہتیں اور آپ انہیں ترجمہ قرآن پڑھاتیں۔ آپ نے لجنہ کو بڑی محنت سے منظم کیا۔ مہمان نوازی کا بڑا غیر معمولی وصف تھا۔ آپ کی بیٹی کہتی ہیں کہ آپ نے ہمارے ابا کا بڑا ساتھ دیا۔ بڑے غریبانہ حالات تھے، دوپہر میں صرف مونگ کی دال ہوتی تھی، ابا نے دودھ دہی کیلئے ایک بھینس رکھی ہوئی تھی، کوئی مہمان آتا تو جو کچھ میسر ہوتا آپ بلا تکلف پیش کر دیتیں۔

آپ ایک اچھی بیوی تھیں، مشکل حالات میں ساتھ دینے والی تھیں۔ کبھی کوئی مطالبہ نہ کرتیں۔ جو بھی گزارا ملتا خوشی سے اسی میں گزارا کرتیں۔ صفائی پسند، اور بڑی سلیقہ شعار خاتون تھیں۔ جب مرزا وسیم احمد صاحب اعتکاف بیٹھتے تو ان کے ساتھ غریب معتکفین کو بھی کھانا بھجواتیں۔

آخری عمر میں آپ کی بینائی ختم ہو گئی تھی اور آلے کے ساتھ بڑی مشکل سے شنوائی ممکن ہوتی تھی لیکن اس کے باوجود بڑی خوشی سے زندگی بسر کی۔ جب حال پوچھا جاتا ہمیشہ الحمدللہ کہا کرتیں۔ لوگوں کی خوشی میں اور غم کے مواقع پر باوجود بیماری کے ہمیشہ شامل ہوا کرتیں۔ قادیان کی بچیوں کو سلائی سکھاتیں۔ آپ نے قادیان میں سب کے ساتھ مل جل کر رہنے کا ایک کلچر پیدا کر دیا تھا۔

2005ء میں ربوہ میں لجنہ نے سرائے مسرور کی عمارت کی تعمیر کی تو آپ نے اپنے خاوند کی طرف سے ایک لاکھ روپے کی رقم پیش کی۔ تقسیمِ ہند کے بعد رتن باغ لاہور اور پھر ربوہ کے کچّے گھروں میں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو قرآن کریم اور ملفوظات سنانے کی توفیق ملتی رہی۔

اپنے بچوں کو نماز اوّل وقت میں ادا کرنے کی نصیحت فرماتیں۔ بہت سی بچیوں کو آپ نے پالا۔ ان کی بہترین تربیت کی اور پھر ان کی شادیاں کروائیں۔ زمانہ درویشی میں جبکہ مالی حالات بہت کمزور تھے کسی درویش کی بیٹی کی شادی ہوتی تو آپ اپنا زیور اسے پہننے کیلئے دے آتیں کہ جب تک دل کرے اسے پہنو، پھر کسی دوسری بچی کی شادی ہوتی تو زیور اسے دے دیا جاتا۔ اس طرح بہت سی بچیوں نے آپ کے زیور سے استفادہ کیا۔ لوگ اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھواتے اور آپ بڑی دیانت داری سے سب امانتوں کا خیال رکھتیں۔ بہت سی بچیوں کو سلیقہ شعاری سکھائی، ان کے جہیز تیار کیے، درویشوں کی بیوگان کو عیدی دینے خود جایا کرتیں۔

آپ کے سامنے کسی کے عالی شان گھر کے متعلق ذکر ہوا تو آپ نے کہا کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ سے ایک بات کی ہے کہ تُو نے مجھے قادیان میں اس برکتوں والے گھر میں رہنے کا موقع دیا، میرے لیے یہ کافی ہے۔ ہاں! جنت میں میرے لیے ضرور ایک عالی شان گھر بنانا۔ تہجد کی نماز کا بہت اہتمام کیا کرتیں۔ جب تک روزے کی طاقت تھی روزے رکھتی تھیں۔ رمضان المبارک میں نمازوں کیلئے مسجد جایا کرتیں۔ خلافت سے بہت محبت تھی، خلیفہ وقت کو بڑی عقیدت سے خط لکھا کرتیں۔ خلیفہ وقت کی طرف سے خوشنودی کا اظہار ہوتا تو بڑی خوشی سے اسکا اظہار فرمایا کرتیں۔ 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورے کے موقعے پر اپنے ہاتھوں سے کمرے اور گھر کو درست کیا۔ اسی طرح 2005ء میں جب مَیں نے دورہ کیا اس وقت بھی خود ہمارے کمرے کو سیٹ کروایا۔ بڑے اخلاص اور وفا کے ساتھ ہر کام کرنے والی تھیں۔

آپ کے بیٹے کہتے ہیں کہ زیادہ تر مہمان دار المسیح میں قیام کیا کرتے تھے اور ہماری والدہ گیارہ بارہ سال کے بچوں کو خود ٹریننگ دیتیں کہ کس طرح کمروں میں مہمانوں کی ضروریات کا خیال رکھنا ہے۔ سرکاری عہدے داروں کی بیگمات کو بھی جماعت کا تعارف کروایا کرتی تھیں۔ غربا کا بڑا خیال رکھا کرتیں۔

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی وفات کے بعد دس سال قادیان میں رہیں۔ پھر جب طبیعت خراب ہونا شروع ہوئی تو ان کی بچیاں انہیں ربوہ لے آئیں۔ ربوہ میں علاج ہوتا رہا لیکن اس کے باوجود یہی کہا کرتیں کہ مَیں نے خلیفہ وقت کی اجازت کے بغیر لمبا عرصہ قادیان سے باہر نہیں رہنا۔ اس لیے جب تک اجازت نہیں ملتی مَیں چند دن سے زیادہ نہیں رکوں گی۔ مجھے انہوں نے لکھا تھا تو مَیں نے یہی جواب دیا کہ آپ جتنا عرصہ رہنا چاہیں رہ سکتی ہیں۔

بہت سے غیر مسلم بھی آپ کے جنازے میں شامل ہوئے۔ قادیان کے لوگ آپ سے اور آپ قادیان کے لوگوں سے بڑی محبت کرتی تھیں۔ قادیان کی عورتوں کے بڑے خطوط آئے ہیں جنہوں نے بڑی محبت سے آپ کا ذکر کیا ہے۔

خلافت سے آپ کا بڑا اخلاص کا تعلق تھا۔ عاجزی اور کامل وفا کا جس طرح انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے اظہار کیا تھا وہ تعلق جاری رہا اور مجھ سے بھی وہی تعلق قائم رہا یہ ایک مثال ہے۔ یہاں بھی مجھے ملیں تو انتہائی ادب واحترام سے، 2005ء میں قادیان گیا تو فکر کے ساتھ مہمان نوازی کی۔ ہر ملاقات پہ بڑی خوشی کا اظہار کرتیں جو چہرے سے عیاں ہوتی تھی۔ 2005ء میں باوجود طبیعت کی خرابی کے قادیان سے واپسی کے سفر میں دہلی تک آئیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

قادیان کے لوگوں کو انہوں نے جس محبت سے رکھا اللہ تعالیٰ انہیں یہ توفیق دے کہ وہ آپس میں بھی اسی محبت سے رہیں۔ اب قادیان میں خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا براہِ راست رشتے اور تعلق والا تو کوئی موجود نہیں ہے۔ اللہ کرے کہ ایسے حالات ہو جائیں کہ کوئی وہاں جا سکے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ ایک جنازہ حاضر بھی ہے جو مکرم محمد ارشد احمدی صاحب یو کے کا ہے۔ حضور نے آپ کی جماعتی خدمات اور اوصاف حمیدہ کا تذکرہ فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا: ایک اَور جنازہ غائب ہے جو مکرم احمد جمال صاحب افریقن امریکن کا ہے۔ حضور انور نے آپ کا بھی ذکر خیر فرمایا۔ ......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad